امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے

سبق آموز واقعات

مع

مختصر حالات، الجامع الصحیح کی وجہِ تسمیہ، سببِ تالیف، شرائطِ بخاری وغیرہ

از

حضرت مولانا مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی حفظہ اللہ تعالیٰ

خادمِ تفسیر وحدیث: جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات

وخادمِ حدیث شریف: جامعہ دارالاحسان بارڈولی، گجرات

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

کتاب کا نام	:	امام بخاری رحمۃ اللہ کے سبق آموز واقعات
تالیف	:	مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم
ناشر	:	نورانی مکاتب
صفحات	:	۱۲۸
سن اشاعت	:	رجب ۱۴۴۴ھ، فروری ۲۰۲۳ء

www.nooranimakatib.com

ملنے کے پتے

نورانی مکاتب	8140902756
مدرسہ گلشنِ خدیجۃ الکبریٰ، اون، سورت	9714814566 9898371086
دار المکاتب کاپودرا	9712005458 9824289750
مولانا صدیق احمد ابن مفتی محمود صاحب حافظ جی، مدرسہ فاطمۃ الزہراء، دیسائی نگر، مریم مسجد، بارڈولی، سورت، گجرات۔	8140238304
مولانا بلال صاحب گودھرا	9726293096
ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات	9913319190

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۱۱	پیش لفظ	✿
	مقدمہ	
۱۷	بخاری شریف کا پورا نام	۱
۱۸	جمعِ احادیث میں امام بخاریؒ کا اہتمام اور ہمارے لیے بڑی نصیحت	۲
۱۸	امام بخاریؒ کے اساتذہ اور ہمارا حال	۳
۱۹	کتنی مدت میں ''بخاری شریف'' جمع کی گئی	۴
۱۹	عربوں نے امام بخاریؒ کی خدمت کا اعتراف کیا ہے	۵
۲۰	کتاب، باب اور ترجمۃ الباب کا مطلب	۶
۲۱	ترجمۃ الباب، مقاصدِ ابواب اور حدیث شریف سے ربط	۷
۲۲	امام بخاریؒ کی پیدائش اور وفات	۸
	پہلا باب: مختصر حالات	
۲۵	نام، کنیت، لقب	۹
۲۵	امام بخاری کی کنیّت ابوعبداللہ کیوں؟	۱۰
۲۵	والد اور دادا کا نام اور تعارف	۱۱
۲۶	خاندان اور نسبت	۱۲

۱۳	ولادت	۲۷
۱۴	کم عمری میں حفظِ حدیث	۲۷
۱۵	کم عمری میں بچوں کو حدیث شریف یاد کراؤ	۲۷
۱۶	حج کا سفر اور علم حاصل کرنا	۲۸
۱۷	حیرت انگیز حافظہ	۲۸
۱۸	حصولِ علم کے لیے امام بخاریؒ کے اسفار علم حاصل کرنے کے لیے امام بخاریؒ نے کن کن شہروں کا سفر کیا	۲۹
۱۹	امام بُخاریؒ کے اساتذہ	۲۹
۲۰	امام بخاریؒ کے حنفی اساتذہ	۳۰
۲۱	ثلاثیات کا مطلب	۳۰
۲۲	ثلاثیات کو ذکر کرنے کا فائدہ	۳۱
۲۳	علم حاصل کرنے میں شرم نہ کرنا رچھوٹوں سے علم حاصل کرنا	۳۱
۲۴	امام بخاریؒ کے تلامذہ	۳۲
۲۵	امام فِربریؒ	۳۲
۲۶	کم عمری میں تصنیف و تالیف	۳۳
۲۷	امام بخاریؒ مقلد تھے یا مجتہد؟	۳۴
۲۸	امام بخاریؒ کی سیرت واخلاق کی ایک جھلک	۳۴
دوسرا باب: بخاری شریف کا نام، وجہ تسمیہ، شرائط وغیرہ		
۲۹	بخاری شریف کا نام	۳۷
۳۰	’’جامع‘‘ کسے کہتے ہیں؟	۳۷

۳۱	’’صحیح‘‘ کس کو کہتے ہیں؟	۳۹
۳۲	حدیثِ صحیح کی تعریف	۳۹
۳۳	’’مسند‘‘ کی تعریف	۳۹
۳۴	’’مختصر‘‘ کی تعریف	۴۰
۳۵	’’امور‘‘ کی تعریف	۴۰
۳۶	’’سنن‘‘ کی تعریف	۴۱
۳۷	’’ایامه‘‘ کی تعریف	۴۱
۳۸	’’ترجمة الباب‘‘ کے متعلق امام بخاریؒ کا طرزِ عمل اور مقاصد	۴۱
۳۹	’’تراجمِ مجردہ‘‘ کے بارے میں کچھ باتیں	۴۳
۴۰	تراجمِ مجردہ محضہ وغیر محضہ	۴۴
۴۱	حدیث کو مکرر لانے کے پیچھے امام بخاریؒ کے مقاصد	۴۴
۴۲	صحیح بخاری کی روایات کی تعداد کے بارے میں	۴۷
۴۳	حافظ ابن حجرؒ کا تبصرہ	۴۸
۴۴	بخاری شریف کی تصنیف کی مدت اور جگہ	۴۹
۴۵	بخاری شریف کی تالیف کا سبب: منامی بشارت	۵۰
۴۶	دوسرا سبب: استاذ کی ترغیب	۵۱
۴۷	اس واقعے سے ملنے والے اسباق	۵۱
۴۸	امام بخاریؒ کی تالیفات اور صحیح بخاری	۵۲
۴۹	بخاری شریف کی مقبولیت کا راز	۵۲
۵۰	سبق	۵۳

۵۱	صحیح بخاری لکھنے کا مقصد	۵۳
۵۲	صحیح بخاری کے شرائط	۵۴
۵۳	امام بخاریؒ کے شرائط کا خلاصہ	۵۵
۵۴	متابعت کی تعریف	۵۶
۵۵	متابعتِ تامہ وناقصہ کی قسمیں	۵۷
۵۶	روایت بالمعنیٰ اوراس کے لیے ایک ضابطہ	۵۸
۵۷	متابعت کیوں ضروری ہے؟	۵۹
۵۸	امامِ بخاریؒ کا مسلک	۵۹
۵۹	علامہ انور شاہؒ کی تحقیق	٦۰
٦۰	’’ح‘‘اور تحویل کا مطلب	٦۰
٦۱	تحویل کی قسم	٦۱
٦۲	اسانید کے رمز	٦۱
٦۳	لفظِ’’حا‘‘ کے پڑھنے کا طریقہ	٦۲
٦۴	شاہد کی تعریف	٦۲
٦۵	تعلیق کا معنیٰ	٦۲
٦٦	بخاری شریف کی خصوصیات	٦۲
٦۷	امام بخاریؒ کے بعض راویوں اور دوسرے بعض امور پر اعتراض کا عمدہ حل	٦۳
٦۸	’’اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ‘‘ کا مطلب	٦۴
٦۹	ہماری کتاب کا درس نہ دوں گے؟ کتاب کی مقبولیت بارگاہِ رسالت میں	٦۵

۷۰	غیر مقلدین امام بخاریؒ کی عدالت میں	٦٦
۷۱	دعویٰ تمھارا اور دلیل کا مطالبہ ہم سے!	٦٦
۷۲	عمل تو دور کی بات اعتماد تک نہیں!	٦۷
۷۳	ایک تلخ حقیقت	٦۸
	تیسرا باب: عجیب وغریب واقعات	
۷۴	والد کی حلال کمائی کے اولاد میں عمدہ اور بہترین اثرات	۷۱
۷۵	نیک ماں اور اس کی دعا کے اثرات نابینا واپس بینا ہونے کا واقعہ	۷۲
۷٦	ایک بزرگ کی والدہ کی دعا کا واقعہ	۷۳
۷۷	آنکھ کی کمزوری کا دوسرا واقعہ اور اس کا علاج	۷۴
۷۸	اپنے نفس پر قابو	۷۴
۷۹	معمولی سی بے ادبی پر بھی اس قدر افسوس!	۷٦
۸۰	جس فن میں مہارت نہ ہو، اس فن میں فتویٰ دینے، اور اپنی رائے پیش کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے	۷۷
۸۱	رضاعت کے مسئلے کی وجہ سے جلاوطنی کا واقعہ	۷۸
۸۲	مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی رائے	۸۰
۸۳	دوسری مرتبہ جلاوطنی	۸۰
۸۴	تیسری مرتبہ جلاوطنی	۸۱
۸۵	فتنہ پرور لوگوں کی عادت	۸۱
۸٦	’’لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ‘‘ والے جملے کی وضاحت	۸۲

۸۷	مسئلۂ خلقِ قرآن	۸۳
۸۸	جرأتِ امام احمدؒ اور فتحِ حق	۸۴
۸۹	بعض حنابلہ کا غلو اور اس کے نتائج	۸۵
۹۰	محققین کی نپی تلی بات	۸۵
۹۱	اور فتنہ بھڑک گیا	۸۶
۹۲	بخاری شریف کا مجرب عمل	۸۷
۹۳	بخاری شریف کی تلاوت کا معمول	۸۸
۹۴	علم حاصل کرنے کے لیے تنگی اور فقر و فاقہ کے واقعات	۸۸
۹۵	طلبِ علم کے لیے گھاس تک کھائی!!	۸۸
۹۶	کپڑے بھی ختم	۹۰
۹۷	تیسرا واقعہ	۹۱
۹۸	علم کے لیے مجاہدہ	۹۱
۹۹	ہمارا کھانا متقی لوگ ہی کھاوے	۹۲
۱۰۰	علمی مجاہدے کی ایک اور مثال	۹۲
۱۰۱	دوسروں کی راحت کی رعایت	۹۳
۱۰۲	نماز کا خشوع (پہلا واقعہ)	۹۴
۱۰۳	سادگی اور نماز میں خشوع (دوسرا واقعہ)	۹۵
۱۰۴	تہجد کی نماز کا معمول	۹۵
۱۰۵	رمضان شریف کے معمولات	۹۶
۱۰۶	مسجد کا احترام	۹۷

۱۰۷	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل اتباع کی سعادت پر خواب میں عجیب بشارت	۹۸
۱۰۸	حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سلام کہلوانا	۹۹
۱۰۹	اتباعِ سنت، دوسروں کے حق میں کمالِ تقویٰ اور احتیاط	۹۹
۱۱۰	غلطی کا عجیب تدارک	۱۰۰
۱۱۱	مخلوق کی خدمت کا جذبہ اور دین کے کاموں کے لیے خود مجاہدہ کرنا	۱۰۱
۱۱۲	آرام میں بھی علمی جدوجہد	۱۰۱
۱۱۳	امامِ عالی کی کاروبار میں رحم دلی	۱۰۲
۱۱۴	آخر کار مال ضائع ہو ہی گیا!	۱۰۲
۱۱۵	مولوی اور مضاربت	۱۰۳
۱۱۶	خرید وفروخت میں احتیاط	۱۰۳
۱۱۷	کمالِ ورع اور تقویٰ	۱۰۴
۱۱۸	سخاوت اور طلبہ کا خیال	۱۰۴
۱۱۹	بے مثال حافظے کے واقعات: پہلا واقعہ	۱۰۶
۱۲۰	دوسرا واقعہ	۱۰۷
۱۲۱	اہلِ بصرہ کو اہلِ بصرہ کی سند سے روایتیں کسی بستی میں داخل ہونے کے وقت اتباعِ سنت	۱۰۸
۱۲۲	تیسرا واقعہ	۱۰۹
۱۲۳	چوتھا واقعہ (باادب اصلاح)، کم عمری میں علمی کمال	۱۱۰
۱۲۴	آپؒ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت	۱۱۱
۱۲۵	امام بخاریؒ صدیقین میں سے: غیبت سے کامل درجہ احتیاط	۱۱۲

۱۲۶	یہ گناہ غیر شعوری طور پر بھی ہوجاتا ہے!	۱۱۲
۱۲۷	گناہ سے بچنے کا اہتمام	۱۱۳
۱۲۸	دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی عجیب مثال	۱۱۳
۱۲۹	علمی وقار، دیانت اور ثقاہت کی حفاظت کا عجیب واقعہ	۱۱۵
۱۳۰	ایسے بنو کہ کڑور پتی تمھاری جوتیاں سیدھی کریں	۱۱۷
۱۳۱	بخارا میں آپ کا استقبال	۱۱۷
۱۳۲	علم کی بے قدری گوارا نہیں!	۱۱۸
۱۳۳	نبوت کی میراث میں امیر وغریب سب برابر ہیں	۱۱۸
۱۳۴	بخارا سے نکالنے کی سازش	۱۱۸
۱۳۵	''بخارا'' سے نکال کر ہی چھوڑا	۱۱۹
۱۳۶	دنیا کا دستور	۱۱۹
۱۳۷	امامِ عالی مقام کی زندگی کے آخری لمحات	۱۲۰
۱۳۸	حسنِ خاتمہ۔ موت کے وقت پسینہ حسنِ خاتمہ کی علامت	۱۲۰
۱۳۹	اتباعِ سنت کی برکت	۱۲۱
۱۴۰	حدیث شریف کی خدمت کا دنیا سے جاتے وقت تحفہ	۱۲۲
۱۴۱	عید کی رات حقیقی معنیٰ میں ''عید کی رات'' ہوگئی	۱۲۲
۱۴۲	وقت وہی تھا جو خواب میں دیکھا تھا!	۱۲۲
۱۴۳	موت کے بعد کی ایک زندہ کرامت	۱۲۳
۱۴۴	خرتنگ سے سمرقند پہنچنا مشکل ہوگیا!	۱۲۴
۱۴۵	خرتنگ نام کی وجہ	۱۲۴
۱۴۶	بخاری شریف کی بعض عربی واردو شروحات	۱۲۶

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمْدًا لِقَادِرٍ جَعَلَ عِلْمَ الْحَدِيْثِ تَفْسِيْرًا لِلْقُرْاٰنِ، اللّٰهُمَّ لَا نُحْصِی ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَأَنْعِمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ، خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَإِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَشَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ، أَمَّا بَعْدُ!

قرآنِ مجید اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مقدس کلام ہے، اس کو ''کتاب اللہ'' کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام جبریل امین علیہ السلام کے واسطے سے آخری نبی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا اور یہ کلامِ الٰہی آج تک دنیا میں محفوظ ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم نازل فرمایا تو اس پر عمل کرنے کے لیے اپنے آخری نبی: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کو اسوہ ونمونہ بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زبانی ارشادات – جس کو ہم ''اقوالِ رسول'' کہتے ہیں، اپنے عملِ مبارک جس کو ہم ''افعالِ رسول'' کہتے ہیں اور اپنی تصدیقِ مبارک جس کو ہم ''تقریرِ رسول'' کہتے ہیں – کے ذریعے امت کی رہنمائی فرمائی اور حقیقی بات یہ ہے کہ صفحاتِ قرآن لمحاتِ حیات تھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، افعال، اعمال اور تقریر کو نہ صرف اپنی عملی زندگی میں اتارا؛ بلکہ اپنے ذہن میں یاد رکھا، سینوں

میں محفوظ رکھا اور عالم کے دور دراز علاقوں میں جا کر بعد میں آنے والی امت کو یہ عظیم دینی وعلمی امانت کو پہنچائی اور ''بلغوا عني ولو اٰية'' کے صحیح مصداق ثابت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے! قرآن کا نزول مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ اور اس کے اطراف میں ہو رہا ہے، احادیثِ رسول مکہ، مدینہ اور اطراف میں وجود میں آرہی ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی اشاعت عالم کے دور دور گوشوں میں کر دی۔

حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت کی برکت سے حضراتِ تابعینِ کرام کی ایک عظیم جماعت تیار ہوئی جنھوں نے قرآن وحدیث کے علوم کو اپنی عملی زندگی میں اتارا اور اپنے سینوں اور ذہن میں محفوظ رکھ کر بعد والی امت تک پہنچایا، یہ مبارک سلسلہ امت میں نقل در نقل آج تک چلا آرہا ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک چلتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے جن خوش نصیب بندوں نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحیح احادیثِ مبارکہ کو جمع کر کے امت تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی ان میں ایک بہت بڑا نام: حضرت امام ابو عبد اللہ محمد ابن اسماعیل البخاریؒ کا ہے، آپ عجمی النسل ہیں؛ لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے جس بندے سے اپنے دین کا جو کام لینا چاہتے ہیں اس کو اس کام کی توفیق وتائید سے نوازتے ہیں۔

چناں چہ حضرت امام بخاریؒ سے اللہ تعالیٰ احادیثِ نبویہ کا عظیم کام لینا چاہتے تھے تو اس کے لیے امام بخاریؒ کو ظاہری، روحانی، جسمانی، ذہنی ہر طرح کی قوت، اسباب، تائید اور توفیق سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مالا مال فرمایا اور امام بخاریؒ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی اِن تمام نعمتوں سے بھر پور فائدہ اٹھایا اور احادیث کو جمع

فرما کراس کا ایک بہترین مجموعہ امت کے سامنے پیش فرمایا۔

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت نبئ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح احادیث کو جمع فرما کر آنے والی امت کے لیے ایک عجیب وغریب تحفہ پیش کردیا، آج دنیا امام بخاریؒ کے علوم سے محظوظ ہورہی ہے، امام بخاریؒ کی جمع کردہ احادیث وآثار سے مستفید ہورہی ہے اور قیامت تک ان شاء! اللہ مستفید ہوتی رہے گی۔

عظیم المرتبت شخصیات اور عظیم المقام انسانوں کے کارنامے جب لوگ پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو حیران رہتے ہیں، یہی حال امام بخاریؒ کے اِس عظیم کارنامے ''الجامع الصحیح''؛ یعنی بخاری شریف کا ہے کہ لوگ جب اس کو پڑھتے ہیں اور سنتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں؛ لیکن ایک خاص بات کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جو عظیم الشان کام لیا یہ واقعی اللہ کا فضل وکرم تو ہے ہی؛ لیکن ظاہری دنیا میں وہ کیا اسباب تھے جس کے پیشِ نظر اللہ نے ان سے یہ عظیم کام لیا!

صحیح بات یہ ہے کہ ایک کامیاب انسان کی زندگی کے پیچھے اس کے والد اور والدہ کی محنتوں کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے، خود انسان کے تقویٰ اور ورع کا بھی بڑا کردار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا، تقویٰ کے اعلی معیار پر ہونا وغیرہ بھی مقبولیت کے پیچھے بڑا دخل ہوتا ہے، اس کو ''ہم اللہ والوں کو مقبولیت کا راز'' کے عنوان سے بھی تعبیر کرسکتے ہیں۔

بندے کے وطن بارڈولی، ضلع: سورت، گجرات میں طویل عرصے سے ایک مدرسہ ''جامعہ دارالاحسان'' کے نام سے قائم ہے، برادرِ مکرم الحاج الحافظ القاری المفتی

ابراہیم ابن محمد گجیامدظلہ العالی کی محنت، جد وجہد اور خلوص کی برکت سے یہ ادارہ ایک مثالی تعلیم اور تربیت کا مرکز بنا ہوا ہے، عربی ششم تک؛ یعنی مشکوۃ شریف تک کی تعلیم طویل عرصے سے یہاں ہورہی ہے اور دارالافتا اور فتاویٰ نویسی کی مشق کا کام بھی بہت عمدہ ہوتا ہے، پچھلے دنوں کورونا اور لاک ڈاؤن- جو بعض دینی سلسلوں کے لیے رحمت بن گیا- کے نتیجے میں مختلف اداروں کے تعلیمی نظام پر بھی بڑا اثر ہوا، اس وقت یہاں کے مشکوۃ شریف کے طلبۂ عزیز کی درخواست پر اپنے بزرگوں سے مشورہ کرکے دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوا، بخاری شریف کا کچھ حصہ ’’العبد الضعیف‘‘ کو بھی پڑھنے پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

سالِ گذشتہ اور اِس سال شوال کے مہینے میں دورۂ حدیث شریف کے شرکا کے سامنے امام بخاریؒ کے حالات، بخاری شریف کا تعارف وغیرہ عنوان پر ’’مقدمۃ الکتاب‘‘ کے عنوان سے کچھ باتیں بیان کرنے کے لیے برادرِمکرم مولانا مفتی حافظ اویس بنگ صاحب (ٹرسٹی جامعہ دارالاحسان بارڈولی) نے بندے کو حکم فرمایا اور چند عناوین لکھ کر بھی دیے کہ ان عناوین پر میں دورۂ حدیث شریف کے شرکا کے سامنے کچھ باتیں پیش کروں۔

اس سلسلے میں ایک عنوان تھا ’’حدیث شریف پڑھنے کے آداب‘‘، وہ دورہ کے طلبہ کے سامنے پیش کیا گیا، الحمدللہ! وہ کتابی شکل میں شائع ہوکر مقبول ہوا اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن بھی عن قریب آرہا ہے۔

پھر بندے کے دل میں یہ خیال آرہا تھا کہ حضرت امام بخاریؒ کی زندگی کے

واقعات بڑے عجیب وغریب ہیں، امام بخاریؒ کے والدین کا تقویٰ، ان کی بزرگی، حلال کا اہتمام، حرام سے بچنا اور خود امام بخاریؒ کے بھی ورع اور تقویٰ کے عجیب و غریب واقعات جب مختلف کتابوں میں دیکھے تو دل میں خیال آیا کہ یہ عجیب وغریب واقعات بھی امت کے سامنے پیش کرنے چاہییے، اسی نیت سے مختلف کتابوں سے امام بخاریؒ کے واقعات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، یہ واقعات اللہ کرے! میرے لیے، امت کے لیے، پڑھنے والوں کے لیے فائدے کا ذریعہ بنے۔

بہت ضروری ہے کہ ایسی علمی شخصیات کے عظیم کارناموں کو ہم پڑھ کر اپنی زندگی میں اتاریں، نصیحت حاصل کریں، سبق لیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کے لیے اِس کو دنیا اور آخرت میں فائدے کا ذریعہ بنائے۔

اس کتاب میں جو واقعات درج ہیں ان میں ہر واقعے کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ہر واقعے سے جو نصیحت، عبرت اور درس حاصل ہو رہا ہے اس کو الگ لکھ لیا گیا ہے۔ ساتھ میں خیال آیا کہ حضرت امام بخاریؒ اور آپ کی کتاب کے متعلق مختصر سا جامع تعارف بھی پیش کر دیا جائے؛ تاکہ پڑھنے والوں کو ایک ہی جگہ پر یہ تمام چیزیں حاصل ہو جائے۔

اللہ کے نیک، مخلص بندے، علمائے ربانیین، محدثین کہ جن کے علمی فیض سے آج پورا عالم مستفید ہو رہا ہے، ان کے اس طرح کے واقعات ہم پڑھیں اور اپنی زندگی کے لیے اس کو مشعلِ راہ بنائیں۔ اللہ کرے یہ واقعات ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت میں خیر کا ذریعہ بنے، آمین!

اِس کتاب کی تیاری میں جن جن حضرات نے جس طرح حصہ لیا ہے میں ان تمام کا شکریہ ادا کرتا ہوں، خاص طور پر عزیزِ مکرم مفتی جنید صاحب حیات گودھرا – معاون: نورانی مکاتب ،راجستان زون – کا ممنون و مشکور ہوں کہ انھوں نے جمع وترتیب میں مکمل تعاون فرمایااور عزیزِ مکرم **مفتی اویس صاحب بن فاروق وہورا، مپوٹو** –(افریقہ،اصل وطن: آنند)، استاذِ حدیث (بخاری شریف): جامعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ مپوٹو–، **مفتی معاذ صاحب بمبوی** (استاذ: جامعہ ڈابھیل)، **مفتی بدر الدین صاحب شولاپوری** (شیخ الحدیث: جامعہ خیر العلوم اودگاؤں، کولہاپور) اور **مفتی یوسف صاحب کولہاپوری** (نائب: شیخ الحدیث: جامعہ خیر العلوم اودگاؤں، کولہاپور) کا بھی ممنون ومشکور ہوں کہ انھوں نے نظرِ ثانی اور پروف ریڈنگ کا مرحلہ مکمل فرمایا۔اللہ تعالیٰ ان تمام کو دارین میں اپنی رضا سے مالا مال فرماوے اوران کو اوران کی نسلوں کو اللہ تعالیٰ دین کی مقبول خدمات کے لیے قبول فرماوے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کتاب اپنی رضا کا ذریعہ بنائے اورامت کے لیے فائدہ کا ذریعہ بنائے،آمین۔

(مفتی) محمود (صاحب) بارڈولی

مؤرخہ: ۲۶ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

مطابق: ۱۸ رفروری ۲۰۲۳ء

مقدمہ

افادات: شیخ المشائخ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

ہمارے جامعہ دارالاحسان بارڈولی میں شوال المکرم ۱۴۴۲ھ میں دورۂ حدیث شریف کا آغاز ہوا، تو میرے مشفق ومحسن استاذ، مرشدِ ثانی، شیخ المشائخ حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ نے مؤرخہ: ۲/جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ، بخاری شریف کا افتتاح فرمایا تھا، اس موقع پر حضرت نے دورۂ حدیث شریف پڑھنے والے طلبہ کے لیے بہت مفید اور قیمتی باتیں ارشاد فرمائی تھیں، اس میں جو باتیں بخاری شریف کے متعلق ہیں ان کو یہاں بطورِ تبرک کے پیش کیا جاتا ہے اور جن باتوں کا تعلق ''آداب'' سے ہیں ان کو ان شاء اللہ! عنقریب ہماری دوسری کتاب ''حدیث شریف پڑھنے کے آداب'' کے دوسرے نئے ایڈیشن میں پیش کیا جائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، سیدنا ونبینا وحبیبنا وشفیعنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین، امابعد!

بخاری شریف کا پورا نام

اِس وقت جو کتاب آپ کے سامنے ہے اس کو امام بخاریؒ نے ترتیب دی ہے، اس کو ہم ''بخاری شریف'' کے نام سے یاد کرتے ہیں، اس کا پورا نام: ''الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ'' ہے؛ لیکن اختصار کے ساتھ ہم لوگ اس کو ''بخاری شریف'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور امام بخاریؒ نے اس کے لیے اتنا زیادہ اہتمام کیا کہ چھ لاکھ حدیثوں کا ذخیرہ ان کو یاد تھا ان

میں سے ایک لاکھ احادیث کو الگ کیا، پھر ان میں سند کے اعتبار سے جو سب سے زیادہ صحیح تھیں ان کا انتخاب کر کے اس کے اندر انھوں نے اس کو شامل کیا ہے۔

جمعِ احادیث میں امام بخاریؒ کا اہتمام اور ہمارے لیے بڑی نصیحت

جب بھی کسی حدیث کو اس میں شامل کرنے کا وقت آتا تھا تو تازہ غسل کرتے تھے، دو رکعت استخارے کی نماز پڑھتے تھے اور اس کے متعلق دعا کرتے تھے، پھر جب اطمینان نصیب ہوتا تھا تو اس حدیث کو کتاب کے اندر شامل کرتے تھے، امام بخاریؒ نے ہر ہر حدیث کو اس کتاب میں شامل کرنے کے لیے مستقل غسل کا اہتمام کیا اور یہ بات ہمارے لیے تو ممکن نہیں ہے کہ ہم ہر حدیث کو پڑھنے کے لیے غسل کریں، کم سے کم سبق کے شروع میں غسل کر لیں، غسل نہیں تو وضو ہی کر لیں، اس کا اہتمام کر لیں تو یہی ہمارے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہو جائے گی؛ اس لیے اس کو بے وضو پڑھنے سے بچنے کا اہتمام ہونا چاہیے، باوضو پڑھیں گے تو برکت ہو گی۔

امام بخاریؒ کے اساتذہ اور ہمارا حال

امام بخاریؒ نے احادیث کو جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کیا ہے، ویسے ان کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار اسّی بتائی جاتی ہے، ہمارے زمانے میں تو اتنے مدرسے ہیں اور ہر سال نیا مدرسہ بدلیں تب بھی اساتذہ کی تعداد اتنی بننے والی نہیں ہے، اُس زمانے میں علم حاصل کرنے کا جو طریقہ تھا اس کے پیشِ نظر ان کی تعداد ہے، اب اس زمانے میں وہ ممکن نہیں رہا۔

بہر حال! ایک ہزار اسی اساتذہ سے علم حاصل کیا اور پھر ان احادیث کو یہاں اپنی کتاب میں انھوں نے ترتیب کے ساتھ پیش کیا اور اس کے لیے کتنا زیادہ اہتمام کیا! کتنی مشقتیں اٹھائی! اور سولہ سال میں انھوں نے اس کتاب کو مرتب کیا۔

کتنی مدت میں ''بخاری شریف'' جمع کی گئی

امام بخاریؒ نے اس کتاب کو سولہ سال کے عرصے میں ترتیب دیا، حضرت شیخ محمد زکریاؒ نے قرائن کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ: سن ہجری ۲۱۷ھ میں اس کی تالیف کی شروعات ہوئی اور ۲۳۳ھ میں ۱۶ سال میں تالیف مکمل ہوئی، جس وقت اس کی تالیف شروع ہوئی اس وقت امام بخاریؒ کی عمر ۲۳ سال تھی اور جب مکمل ہوئی اس وقت امام بخاریؒ کی عمر انتالیس سال تھی۔

عربوں نے امام بخاریؒ کی خدمت کا اعتراف کیا ہے

بڑی محنت سے اس کتاب کو انھوں نے مرتب کیا اور دنیا نے ان کا لوہا مانا، حضرت مفتی محمد تقی صاحب فرماتے ہیں کہ: عرب دوسری کسی قوم کی صلاحیت اور خوبیوں کو جلدی تسلیم نہیں کرتے ہیں، ساری دنیا نے امام بخاری کی جلالتِ شان کو تسلیم کیا، ماننا پڑا، اردو میں کہتے ہیں ''جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے''۔

بہر حال! امام بخاریؒ کی اس محنت کو ساری دنیا نے تسلیم کیا، سب نے اس کے اوپر فیصلہ یہی کیا کہ ''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ''، قرآن کے بعد ساری کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح یہ ہے، یہ ایوارڈ ان کو ملا، یہ ایوارڈ پیسے دے کر، مفت میں، رشوت دے کر حاصل نہیں کیا، ماہرین نے خوب جانچ پرکھ کر یہ ایوارڈ ان کو دیا ہے۔

ہمیں بھی محنت سے اس کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

کتاب، باب اور ترجمۃ الباب کا مطلب

احکام کی مختلف انواع سے تعلق رکھنے والی حدیثیں جس میں ذکر کی جائے اس کو ''کتاب'' کہتے ہیں اور ایک نوع کے حکم سے تعلق رکھنے والی حدیثیں جس میں ذکر کی جائے اس کو ''باب'' کہا جاتا ہے، امام بخاریؒ نے کتب اور ابواب کے اوپر اس کتاب کو تقسیم کیا ہے اور ابواب کے عنوانات قائم کیے ہیں، انھی عنوان کو ''ترجمۃ الباب'' کہتے ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ: یوسف اور زلیخا کا قصہ جب پورا ہوا تو پوچھ رہا ہے کہ: یوسف کون تھی اور زلیخا کون تھا؟ ایسے ہی ترجمۃ الباب کا لفظ استاذ بولتے رہتے ہیں تو بہت سے وہ ہوتے ہیں جن کو آخر میں پوچھیں گے کہ: ترجمۃ الباب؛ یعنی کیا؟ تو وہ نہیں جانتے، اردو میں جس کو عنوان کہتے ہیں، گجراتی میں اس کو ''શીર્ષક'' اور ''મથાળું'' کہتے ہیں، کسی مضمون کے اوپر جو عنوان ہوتا ہے؛ جیسے اخبارات میں آپ مضامین پڑھتے ہیں، کتابوں میں مضامین پڑھتے ہیں، بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو مختلف مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں، جب نیا مضمون شروع ہوتا ہے تو نیا عنوان بھی ہوتا ہے۔

باب کے بعد اصل سند والی حدیث لانے سے پہلے کچھ کلمات امام بخاری اس میں شامل کرتے ہیں، اسی کا نام ''ترجمۃ الباب'' ہے، تراجمِ ابواب جمع ہے؛ یعنی اس باب کا عنوان یہ ہے۔

جو عنوان انھوں نے قائم کیا ہے اسی سے تعلق رکھنے والی حدیث اس باب میں وہ

ذکر کریں گے؛ اس لیے پڑھانے والے اس کو بتانے کا اہتمام کرتے ہیں کہ حدیث کو باب کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس حدیث سے عنوان کیسے ثابت ہورہا ہے؟

اس کے لیے ہمارے شیخ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے بڑا اہتمام کیا، مستقل کتاب ''الابواب والتراجم'' تصنیف فرمائی۔

ویسے امام بخاریؒ کی اس کتاب کی تشریح کے متعلق علامہ سخاویؒ نے لکھا ہے کہ: مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایسی کوئی شرح جو بخاری کا حق ادا کرے اب تک لکھی نہیں گئی، پھر وہ کہتے ہیں کہ: ہمارے استاذ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے جو شرح لکھی اس نے گویا امّت کے اوپر جو قرض تھا وہ ادا کردیا۔

اب ترجمۃ الباب کے سلسلے میں، باب کے عنوانات کی حدیث کے ساتھ کیا مناسبت، ویسے تو تمام شراح اس کا اہتمام کرتے ہیں؛ لیکن حضرت شیخؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرما کر اس کا جو حق ادا کیا ہے، پڑھانے والے ماہرین یوں کہتے ہیں کہ: یہ جو قرض باقی تھا وہ حضرت شیخؒ نے ادا کیا۔

ترجمۃ الباب، مقاصدِ ابواب اور حدیث شریف سے ربط

امام بخاریؒ کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس باب کے اندر جو روایتیں لائیں گے ان روایتوں کے ذریعے سے اس عنوان کو ثابت کریں۔

عنوان میں مختلف چیزیں ہوتی ہیں، کبھی عنوان دعویٰ ہوتا ہے؛ یعنی گویا عنوان کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ امام بخاریؒ دعویٰ کررہے ہیں اور آگے جب اس کے ماتحت احادیث لائیں گے تو ان احادیث کے ذریعے سے وہ اس دعوے کو ثابت

کریں گے۔

کبھی کسی کی تردید کرنا مقصود ہوتی ہے، امام بخاریؒ سے پہلے جو بڑے بڑے علما گزرے ہیں، کسی نے اس مسئلہ میں جو رائے اور مسلک اختیار کیا ہے امام بخاریؒ اس مسلک کی تردید کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کوئی عنوان قائم کرتے ہیں اور آگے جو حدیث لائیں گے اس حدیث کے ذریعے سے اس عنوان کو ثابت کرتے ہیں۔

عناوین کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں، شراح نے وہ بیان کیے ہیں، آپ کے اساتذہ اس کو بیان کریں گے۔

امام بخاریؒ کی پیدائش اور وفات

امام بخاریؒ ۱۳/شوال ۱۹۴ھ میں جمعہ کے دن بخارا میں پیدا ہوئے اور یکم شوال کی شب میں؛ یعنی شبِ عید الفطر کے اندر ۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا، ۶۲ سال کے اندر ۱۲/دن کم ان کی عمر ہوئی ہے، ان کے حالات ان شاء اللہ! آپ کے استاذ آپ کو سنائیں گے، ان کے حالات جب سنیں گے تو آپ کو تعجب ہوگا کہ وفات کے وقت وہ کتنی آزمائش میں تھے کہ ان آزمائشوں سے پریشان اور تنگ ہوکر ان کو یہ دعا کرنی پڑی کہ: اے اللہ! تیری زمین اب میرے لیے تنگ ہوگئی ہے، مجھے اٹھا لے۔

پہلا باب

مختصر حالات

بخاری کے سبق سے پہلے کا خطبہ اور سند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّابَعْدُ!

فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَيْرَ الْاُمُوْرِ عَوَازِمُهَا وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا اِلٰى الشَّيْخِ الْاِمَامِ الْهُمَامِ، حَافِظِ الْحُجَّةِ، اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ، اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بنِ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُغِيْرَةَ الْجُعْفِيِّ الْيَمَانِيِّ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَنَفَعَنَا بِعُلُوْمِهِ، آمين.

فائدہ: ہم جو سند پڑھتے ہیں اس میں پہلا حصہ یہ ہے کہ ہم سے لے کر ہمارے اساتذہ کے واسطے سے مؤلفِ کتاب تک، وہ سند کا حصہ یہاں ذکر کیا گیا ہے اور سند کا دوسرا حصہ مولفِ کتاب سے لے کر حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کا ہے، وہ صحاح کے ہر کتاب کے مؤلف نے اپنی اپنی کتاب میں لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔

نوٹ: میرے اساتذہ کے یہاں یہ معمول رہا کہ وہ بخاری شریف کا سبق شروع کرنے سے پہلے اس خطبے کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

اور جب حدیث کی سند پوری ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پہلے صحابی کے نام کے بعد ''رَضِيَ اللّٰهُ تعالىٰ عنه و عنهم و عنا جميعا'' پڑھیں؛ تاکہ ''عنه'' میں وہ صحابی اور ''عنهم'' میں باقی تمام روات اور ''عنا جميعا'' میں ہم سب سبق میں شریک آجاویں۔

وَبِهِ قَالَ حَدَّثَنَا پڑھنے کا مقصد

ہر حدیث کے شروع میں پڑھنے والا ''وَبِهِ قَالَ حَدَّثَنَا'' اس لیے پڑھتا ہے تاکہ صاحبِ کتاب تک سند متصل ہو جائے۔

نام، کنیت، لقب

حضرت امام بخاریؒ کا نام: محمد۔ کنیت: ابوعبداللہ۔

لقب: امیرالمؤمنین فی الحدیث۔

امام بخاری کی کنیّت ابوعبداللہ کیوں؟

① امام بخاریؒ نے کسی رشتے دار کے لڑکے کے نام پر کنیت ''ابوعبداللہ'' رکھی تھی۔

② یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہو جس کا نام عبداللہ رکھا ہو، پھر اس کا بچپن میں انتقال ہوگیا ہو۔ (از: تحفۃ القاری)

والد اور دادا کا نام اور تعارف

حضرت امام بخاریؒ کے والد ماجد کا نام: اسماعیل۔

حضرت امام بخاریؒ کے والد ماجد ''اسماعیل'' ذی علم اور اونچے درجے کے محدّث تھے، انھوں نے امام مالکؒ سے احادیث روایت کی ہیں، امام حماد بن زیدؒ کو دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے مصافحہ کیا ہے۔ خود امام بخاریؒ نے ''التاریخ الکبیر'' میں اِس کا تذکرہ کیا ہے، یہ کتاب پانچ جلدوں میں مطبوعہ ہے، جس میں امام بخاریؒ نے رُواتِ حدیث کا تذکرہ کیا ہے؛ چناں چہ اپنے والد کا بھی تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ: انھوں نے امام مالکؒ سے روایت بھی کی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

صَافَحَ إِبنَ المُبَارَكِ بِكِلْتَى يَدَيْهِ.

یعنی اسماعیلؒ نے دونوں ہاتھوں سے عبداللہ بن مبارکؒ سے مصافحہ کیا ہے۔

ابنِ حبانؒ نے ''کتابُ الثِّقات'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے، اور ان سے عراق

کے حضرات نے روایتِ حدیث کی ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کے دادا کا نام: ابراہیم، اور پردادا کا نام: مغیرہ ہے۔

''مغیرہ'' پہلے مجوسی تھے، پھر مسلمان ہوئے۔

خاندان اور نسبت

امام بخاریؒ کا خاندان اصل پارسی (مجوسی) ہے، خاندان کے کئی لوگ ایران کے بادشاہوں کے یہاں اونچے اونچے عہدوں پر تھے، مغیرہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بخارا کے حاکم: یَمان بن اخنس جعفی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا؛ چوں کہ اس زمانے کا دستور تھا کہ جو شخص جس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا، اس کو اسی کے قبیلے کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا؛ اس لیے امام بخاریؒ کا خاندان ''جعفی'' کہلانے لگا، اس کو ''نسبتِ ولاء'' کہا جاتا ہے اور اسی نسبت سے آپ بھی ''جعفی'' کہلاتے ہیں۔

مغیرہ کے والد کا نام: بَرْ دِزْ بَہ تھا (با کے زبر، را کے سکون، دال کے زیر، زا کے سکون اور با کے زبر کے ساتھ)، ان کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا ہے، عام طور پر تاریخ کی کتابوں میں امام صاحب کا نسب ''بَرْ دِزْ بَہ'' تک ذکر کیا گیا ہے۔

''بردزبہ'' عجمی لفظ ہے، جس کے معنی معلوم نہیں، بعض حضرات نے لکھا ہے: یہ فارسی لفظ ہے اور اس کے معنی: کسان (یعنی کھیتی کرنے والا) ہوتا ہے۔

بعض حضرات نے ''بردوبہ'' بھی نقل کیا ہے، یہ بخاری زبان کا لفظ ہے، جس کا معنیٰ عربی میں ''زراع'' یعنی کاشت کار ہوتا ہے۔ (الفیض الجاری، ج:۱، ص:۱۰۸)

امام بخاریؒ کا پورا نسب اس طرح ہے: مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُغِيْرَةَ بْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيّ الْبُخَارِيّ.

ولادت

راجح قول کے مطابق امام بخاریؒ ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ جمعہ کے دن، جمعہ کی نماز کے بعد ’’بخارا‘‘ میں پیدا ہوئے۔

بندے کو الحمد للہ! حضرت امام بخاریؒ کا گھر جس محلے میں تھا، وہاں قیام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ’’دیکھی ہوئی دنیا‘‘ کی پہلی جلد دیکھیں۔

’’بخارا‘‘ آپ کا وطن تھا، اس اعتبار سے ’’بخاری‘‘ کہلائے۔

اِس وقت یہ شہر ملکِ ازبکستان میں واقع ہے، پہلے یہ ملک U.S.S.R کی ماتحتی میں تھا، فی الحال مستقلاً آزاد ملک ہے۔

کم عمری میں حفظِ حدیث

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ نے ۲۰۵ھ سے ہی تعلیم حاصل کرنا اور احادیث کو یاد کرنا شروع کر دیا تھا اور اس وقت ان کی عمر صرف ۱۰؍سال کی تھی۔

خود امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: میں ۱۰؍سال کی عمر میں جب مکتب میں پڑھتا تھا اسی وقت سے مجھے احادیث کو یاد کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

کم عمری میں بچوں کو حدیث شریف یاد کراؤ

امام بخاریؒ کی عمر دس سال کی تھی، آپؒ مکتب کی تعلیم سے فارغ ہوئے اور اسی عمر میں احادیث یاد کرنے کا شوق آپ کو بڑھ گیا اور مختلف حلقۂ دروس میں حاضر ہو کر حدیثوں کو سُن سن کر کے یاد کرنے لگے۔

اس واقعے سے ملنے والا سبق: کم عمری میں بچوں کو حدیث شریف یاد کرانی چاہیے، اس کے ذریعے سے بچوں کو جنت، قرآنِ کریم اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی زبان: عربی سے مناسبت ہوگی اور حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ ان کے ذہن میں بیٹھ جائیں گے، اسی طرح بچپن میں یاد کی ہوئی احادیث پوری زندگی ان شاء اللہ! ان کو یاد رہے گی اور اس پر عمل کرنا آسان ہوجائے گا۔

حج کا سفر اور علم حاصل کرنا

امام بخاریؒ کا سب سے پہلا علمی سفر ۱۶؍سال کی عمر میں ہوا۔

اس سفر میں آپ اپنی والدہ اور بڑے بھائی کے ساتھ ۲۱۰ھ میں حج پر گئے، سفرِ حج سے فارغ ہوکر آپ مکہ مکرمہ ہی میں مقیم رہے اور علم حاصل کرتے رہے، یہی علمی دنیا کا سب سے پہلا سفر رہا۔

حیرت انگیز حافظہ

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ کی تحقیق کے مطابق اٹھارہ سال سے بھی کم عمر میں احادیث کا بڑا عظیم ذخیرہ امام بخاریؒ نے حفظ کرلیا تھا۔

بعض حضرات (جیسے ابوبکر ابن ابی عتاب) تو یوں کہتے ہیں کہ: میں نے امام بخاریؒ سے اُس وقت احادیث لکھیں جب ان کی داڑھی اور مونچھ کے بال نہیں نکلے تھے۔

''علامہ بیکَندیؒ'' (بخارا کے ایک مشہور محدث ہیں) فرماتے ہیں کہ: میرے سبق میں جب بھی امام بخاریؒ تشریف لاتے تو ایک حیرت کا ماحول طاری ہوجاتا۔

''علامہ بیکَندی'' کی مجلس میں ایک مرتبہ ''شیخ سلیم ابن مجاہدؒ'' تشریف لائے تو

"علامہ بیکندیؒ" نے فرمایا: اگر تم تھوڑی دیر پہلے تشریف لاتے تو ایک نوجوان کی آپ زیارت کرتے، اسے ستّر ہزار (۷۰۰۰۰) احادیث یاد ہیں۔ "شیخ سلیمؒ" کو بہت حیرانی ہوئی اور امام بخاریؒ کی ملاقات کا شوق ہوا؛ چناں چہ وہ ملاقات کی غرض سے نکل پڑے، جب ملاقات ہوگئی تو امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: ستر ہزار سے بھی زیادہ احادیث مجھے یاد ہیں اور ساتھ میں سند اور راویوں کے حالات بھی یاد ہیں، یہاں تک کہ اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور اقوالِ تابعین بھی بتا سکتا ہوں اور یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال کون کون سی آیات اور احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اِس قدر عجیب حافظہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔

یہ امام بخاریؒ کی شہرت کا پہلا دن تھا، اسی دن سے امام بخاریؒ کا چرچہ شروع ہوگیا۔

حصولِ علم کے لیے امام بخاریؒ کے اسفار
علم حاصل کرنے کے لیے امام بخاریؒ نے کن کن شہروں کا سفر کیا

امام بخاریؒ نے علم حاصل کرنے کے لیے مختلف شہروں کا سفر کیا، جیسے:

مکہ، مدینہ، شام، مصر، جزیرہ، بصرہ، حجاز، کوفہ، بغداد، مرو، ہرات، رَیّ، نیشاپور، واسط، عسقلان، حمص، خراسان وغیرہ۔

امام بُخاریؒ کے اساتذہ

محمد ابنِ ابی حاتمؒ نے امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ: میں نے ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) اساتذہ سے حدیثیں لکھیں اور یہ تمام محدّث تھے۔

چند کے نام ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) محمد ابن سلام البیکندی۔ (۲) عبد اللہ ابن محمد المسندی۔ (۳) ابو بکر عبد اللہ ابنِ الزبیر الحمیدی۔ (۴) محمد ابنِ یوسف الفریابی۔ (۵) مکی ابنِ ابراہیم۔ (۶) احمد ابن ابی الولید الحنفی۔ (۷) محمد ابن حبان۔ (۸) محمد ابنِ یحییٰ الذھلی۔ (۹) امام احمد ابن حنبل۔ (۱۰) ابو الولید طیالسی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فائدہ: آج کے دور میں اگر ہم اپنے اساتذۂ کرام کا شمار کریں تو عام طور پر پچیس (۲۵) سے بھی آگے بڑھنا مشکل ہوتا ہے اور یہ امامِ بخاریؒ کا معاملہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اساتذۂ کرام سے علم حاصل کیا!

امام بخاریؒ کے حنفی اساتذہ

صحیح بخاری کی ۲۲/ثلاثیات میں سے ۲۰/حنفی اساتذہ سے مروی ہیں، حضرت مکی بن ابراہیمؒ سے- جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں- گیارہ، اور ابو عاصم نبیل ضحاک بن مَخْلَدؒ سے- جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں- چھ، اور محمد بن عبد اللہ انصاریؒ سے- جو امام زفرؒ و امام ابو یوسفؒ (مشہور حنفی ائمہ) کے شاگرد ہیں- تین، اور عصام بن خالد حمصی سے ایک، اور خلاد بن یحی کوفیؒ سے ایک مروی ہیں، آخری دونوں کا حنفی ہونا معلوم نہیں۔ (از: مقدمہ لامع، ص: ۳۰)

ثلاثیات کا مطلب

''ثلاثیات'' وہ احادیث کہلاتی ہیں جن میں امام بخاریؒ اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں۔

''بخاری شریف'' میں ۲۲/ثلاثیات ہیں۔

’’ترمذی شریف‘‘ میں ایک۔

’’ابن ماجہ شریف‘‘ میں پانچ۔

’’ابوداؤد شریف‘‘ میں ایک حدیث شریف رباعی فی حکم الثلاثی ہے۔

نوٹ: امامِ بخاریؒ کی سب سے طویل سند ’’تُساعی‘‘ ہے؛ یعنی امامِ بخاریؒ اور حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان نو واسطے ہیں، یہ روایت ’’کتاب الفتن‘‘ میں موجود ہے۔

ثلاثیات کو ذکر کرنے کا فائدہ

ثلاثیات کو ذکر کرنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ:

① حدیث پڑھنے- پڑھانے والے کا حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قرب پیدا ہوتا ہے۔

② ثلاثیات کی وجہ سے محدث کا مقام اونچا ہوجاتا ہے،اس سے اس کی سند عالی ہوا کرتی ہے۔

علم حاصل کرنے میں شرم نہ کرنا؛ چھوٹوں سے علم حاصل کرنا

وہ حضرات جو عمر اور اساتذہ کے لحاظ سے امام بخاریؒ کے تلامذہ کے درجے کے تھے؛ لیکن ان سے بھی امام بخاریؒ نے روایت لی، مثلاً: عبداللہ ابن حماد آملیؒ، عبداللہ ابن ابی العاص الخوارزمیؒ، حسین ابن محمد الیقانیؒ۔

ان حضرات سے امام بخاریؒ نے تھوڑی روایتیں لی ہیں، ان سے روایت کر کے امام بخاریؒ نے حضرت وکیعؒ کے اس قول پر عمل کیا کہ: آدمی عالم نہیں ہوسکتا جب تک

اپنے بڑے، برابر اور چھوٹے سے بھی روایت نہ کر لے۔

خود امام بخاریؒ نے بھی فرمایا ہے کہ: کوئی محدّث کامل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے سے بڑے، اپنے جیسے اور اپنے سے کمتر سے روایت اور کتابت نہ کرے۔

امام بخاریؒ کے تلامذہ

امام بخاریؒ کے تلامذہ اور مستفیدین کا حلقہ نہایت وسیع ہے، کہا جاتا ہے کہ: آپ سے براہِ راست نوے ہزار (۹۰۰۰۰) تلامذہ نے جامع صحیح سنی ہے، آپ کے شاگردوں میں بڑے بڑے علما و محدثین ہیں، مثلاً:

(۱) امام مسلمؒ (۲) امام نسائیؒ (۳) امام ترمذیؒ (۴) علامہ فربریؒ وغیرہ۔

ایک قول کے مطابق حضرت امام بخاریؒ سے ۷۰/ ہزار لوگوں نے بخاری شریف کو سنا تھا۔

فربریؒ اپنی آخری عمر میں ذکر کرتے تھے کہ: صحیح بخاری کو آپؒ سے ۹۰/ ہزار لوگوں نے سنا اور میں ہی اب صحیح کا راوی رہ گیا ہوں، کوئی اور باقی نہیں رہا۔

سبحان اللہ! یہ علم کی اشاعت کا جذبہ تھا، علم کے پھیلانے کے واسطے جد و جہد تھی!

ہم بھی دیکھ لیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو دین کا علم پہنچایا؟

باری تعالیٰ ہمیں اشاعتِ دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے، آمین!

امامِ فِربریؒ

فربری کا نام: محمد ابنِ یوسف ابنِ مطر ابنِ صالح ابنِ بشر تھا۔

امامِ فربریؒ نے امام بخاریؒ سے صحیح بخاری کو دو مرتبہ سنا:

(۱) ۲۴۸ھ میں فربر میں۔

(۲) ۲۵۲ھ میں بخارا میں۔

ہمارے یہاں زیادہ تر رائج نسخے امامِ فربریؒ سے منقول ہیں۔

فربریؒ کا انتقال ۳۲۰ھ میں ہوا۔

فربریؒ کو قتیبہ ابن سعیدؒ اور علی بن خشرمؒ سے بھی سماعت حاصل ہے جو امام بُخاریؒ اور امام مسلمؒ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور ایسا آج کے دور میں بھی ہوتا ہے کہ کسی بڑے استاذ سے پڑھنے والے استاذ اور شاگرد دونوں ہوتے ہیں، چاہے ایک زمانے میں ہو یا تقدیم و تاخیر سے ہو؛ جیسے: پچھلے زمانے میں استاذ: امام ابو یوسفؒ اور شاگرد: امام محمدؒ دونوں نے ایک بڑے استاذ: امام ابو حنیفہؒ سے علم حاصل کیا تھا۔

کم عمری میں تصنیف و تالیف

امام بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ: میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں ''صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے قضایا'' کے بارے میں کتاب لکھی، پھر مدینہ منورہ میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر چاندنی رات میں تاریخ تصنیف کی، پھر آپؒ نے شام اور بغداد کا سفر کیا۔

امام بخاریؒ کی مجموعی تصنیفات ۲۷ر کے قریب ہیں؛ لیکن ان میں سب سے زیادہ مشہور آپ کی کتاب: ''الجامع الصحیح'' ہے۔

فائدہ: کم عمری اور طالبِ علمی کے زمانے سے ہی اپنے اندر تصنیف و تالیف کا ذوق پیدا کرنا چاہیے، اِس سے ان شاء اللہ! آئندہ یہ ذوق پروان چڑھے گا، اور آئندہ رشحاتِ قلم سے امت کے فائدے کی عمدہ عمدہ کتابیں سامنے آئیں گی۔

امام بخاریؒ مقلد تھے یا مجتہد؟

(۱) علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے امام بخاریؒ کو بلا کسی شک وشبہ کے مجتہد تسلیم کیا ہے۔

(۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ: امام بخاریؒ مستقل مجتہد ہے۔

(۳) مولانا محمد عبد الرشید نعمانیؒ فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ مطلق مجتہد نہیں تھے؛ بلکہ ائمہ کے اقوال کی طرف میلان رکھتے تھے، اگر یہ مستقل مجتہد ہوتے تو ان کے اقوال بھی دیگر ائمۂ مجتہدین کی طرح کتابوں میں منقول ہوتے؛ لیکن ایسا نظر نہیں آتا۔

(۴) حضرت مولانا فضل الرحمن اعظمی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ کو مجتہدِ مطلق مستقل ماننا مشکل ہے؛ کیوں کہ ان کے اصول نہیں ہیں، نیز صحیح بخاری میں بہت سی جگہ ان کی رائے ظاہر اور صاف نہیں ہے۔

امام بخاریؒ کی سیرت واخلاق کی ایک جھلک

امام بخاریؒ کی ذاتِ گرامی میں علمِ نبوی نے پوری طرح اپنا اثر قائم کیا تھا؛ اس لیے امام بخاریؒ اعلیٰ درجے کے متقی، زاہد، عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔

امام بخاریؒ دُبلے پتلے تھے، نہ لمبے، نہ پست قد، گندمی رنگ کی طرف مائل تھے۔

امام بخاریؒ کھانا بہت کم کھاتے تھے، طلبہ پر بہت زیادہ خرچ کیا کرتے تھے۔

آئندہ صفحات میں واقعات پڑھیں گے تو اس سے ان شاء اللہ! آپؒ کے زہد و تقویٰ اور جلالتِ شان کا اندازہ خود بہ خود ہو جائے گا۔

دوسرا باب

بخاری شریف کا اصل نام، وجہ تسمیہ، شرائط وغیرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بخاری شریف کا نام

① الجَامِعُ الصَّحِيحُ المُسنَدُ المُختَصَرُ مِن أُمورِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَ أَيَّامِهِ. (هدية الدراري بحواله:مقدمة النووي لشرح البخاري)

② الجَامِعُ الصَّحِيحُ المُسنَدُ المُختَصَرُ مِن حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَسُنَنِهِ وَ أَيَّامِهِ. (هدية الدراري بحواله: مقدمة فتح الباري)

''جامع'' کسے کہتے ہیں؟

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ نے ''الفوز الکبیر'' میں قرآنِ کریم کے مضامین کا پانچ علوم میں احاطہ کیا ہے، اسی طرح محدثین رحمہم اللہ نے احادیث کا آٹھ عنوانوں میں احاطہ کیا ہے، اور وہ یہ ہیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، اشراط، احکام، مناقب۔

① **سیر:** ''سیرۃ'' کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: اسلام کا جنگی نظام۔ اس کے لیے امام بخاریؒ نے ''المغازی'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ''مغازی'' اور ''سیر'' کا ایک ہی معنی ہے؛ یعنی اسلام کا جنگی نظام۔

② **آداب:** ''ادب'' کی جمع ہے، ''ادب'' کے معنی ہیں: وہ کام جن کے کرنے پر تعریف کی جائے اور جن کے چھوڑنے پر کوئی برائی نہ کی جاوے۔

③ **تفسیر:** قرآنِ کریم کی زیادہ تر آیتیں واضح ہیں، ان کی تفسیر کے لیے حدیثوں کی ضرورت نہیں؛ لیکن کچھ آیات ایسی ہیں جن کا خاص پس منظر ہے، جب تک وہ پس منظر معلوم نہ ہو ان آیتوں کو کماحقہٗ نہیں سمجھا جا سکتا۔

④ **عقائد:** ''عقیدہ'' کی جمع ہے، ''عقائد'' دین کی بنیادیں ہیں، بخاری شریف

میں دو کتابیں عقائد کے تعلق سے ہیں، شروع میں ''کتاب الایمان'' ہے اور آخر میں ''کتاب التوحید''۔

⑤ **فتن:** یعنی وہ واقعات جو مستقبل میں پیش آنے والے ہیں، جن کی وجہ سے ایمان والوں کا ایمان ہلنے لگے گا اور نعوذ باللہ! بہت سے لوگ ایمان سے نکل کر کفر میں چلے جائیں گے، احادیث میں ان فتنوں کی پہلے سے اطلاع دی گئی ہے؛ تاکہ مسلمانوں کے لیے فتنوں کے زمانے میں ایمان پر ثابت قدم رہنا آسان ہو۔

⑥ **اَشراط:** ''شَرَط'' کی جمع ہے۔ ''شرط'' کے معنی ہیں: علامت، اور ''اشراط الساعۃ'' کے معنی ہیں: قیامت کی علامتیں۔

⑦ **احکام:** اس کے لیے دوسرا لفظ شریعت (قانون) ہے، حدیثوں میں بہت زیادہ تعداد میں احکام ومسائل موجود ہیں۔

⑧ **مناقب:** ''مَنْقَبَۃٌ'' کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: فضیلت، جن روایتوں میں آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں موجود شخصیات کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں، یا پچھلے زمانے کے انبیا کی فضیلتوں کو بیان کیا گیا ہے، یا آئندہ آنے والی شخصیات کے فضائل یا نشانی بیان کیے گئے ہیں؛ جیسے: حضرت مہدی کے فضائل، ان کو مناقب کی روایات کہتے ہیں۔ حدیث کی بہت ساری کتابوں میں ''کتاب المناقب'' آتا ہے، اس میں یہی حدیثیں ہوتی ہیں۔

جس کتاب میں مذکورہ آٹھوں مضامین کی حدیثیں جمع کی گئی ہوں، اس کو ''جامع'' کہتے ہیں۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے نام میں پہلا لفظ یہی ''جامع'' استعمال کیا ہے۔

نوٹ: آپ جو کتابیں دورۂ حدیث شریف میں پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں ان میں جامع صرف دو کتابیں ہیں: بخاری شریف اور ترمذی شریف۔

مسلم شریف کے بارے میں اختلاف ہے؛ کیوں کہ اس میں تفسیر کا حصہ بہت کم ہے، باقی کتابیں جامع نہیں۔

''صحیح'' کس کو کہتے ہیں؟

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے نام میں تیسرا لفظ ''الصحیح'' استعمال کیا ہے، جس زمانے میں آپؒ نے یہ کتاب لکھی اس زمانے میں حدیث کی دو ہی قسمیں تھیں: صحیح حدیث، ضعیف حدیث۔

صحیح اور ضعیف یہ سند کی صفت ہے، متن کی نہیں، متنِ حدیث دو حال سے خالی نہیں یا تو جو بات حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ واقعی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہیں ہے۔

مگر اس کا فیصلہ ظنِ غالب کے طور پر سند ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔

حدیثِ صحیح کی تعریف

علمِ حدیث میں ''صحیح'' سے مراد وہ حدیث ہے، جس کے تمام راوی عادل (متقی)، ثقہ (معتبر، کامل الضبط اور قوتِ حافظہ میں مضبوط) ہوں، نیز اس حدیث کی سندِ متصل ہو، معلّل وشاذ ہونے سے محفوظ ہو؛ یعنی کسی قوی حدیث کے مخالف نہ ہو۔ (از: الفیض الجاری، ص:۱۲۶)

''مسند'' کی تعریف

امام بخاریؒ نے کتاب کے نام میں ایک لفظ ''مسند'' استعمال کیا ہے، اس کا سادہ

ترجمہ: سند والی حدیثیں ہیں، بخاری میں کوئی حدیث بے سند نہیں ہے۔

بخاری شریف میں جو روایتیں بغیر سند کے ہیں ان کو ''مُعَلَّقات'' یا ''تعلیقات'' کہتے ہیں، وہ مراد نہیں ہے؛ اس لیے کہ وہ امام بخاریؒ کی نقل کی ہوئی حدیثیں نہیں ہیں۔

امام بخاریؒ فرمارہے ہیں کہ: میری صحیح میں صرف احادیثِ مرفوعہ ہیں، موقوفہ اور مقطوعہ نہیں۔

''مختصر'' کی تعریف

امام بخاریؒ نے کتاب کے نام میں ایک لفظ ''المختصر'' استعمال کیا ہے، چھ لاکھ احادیث میں سے ہر صحیح حدیث بخاری شریف میں نہیں لی گئی، اِس صورت میں بخاری شریف بہت لمبی ہوجاتی؛ بلکہ یہ صحیح اختصار کے ساتھ جمع کی گئی ہے۔

''امور'' کی تعریف

امور: ''امر'' کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: کام، معاملہ۔

یہ لفظ بہت عام ہے، آں حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اقوال، افعال، تقریرات اور اوصاف سب کو شامل ہے۔

''من امور رسول اللہ ﷺ'' میں ''رسول اللہ ﷺ'' کی قید سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال وافعال نکل گئے۔

جاننا چاہیے کہ امام بخاریؒ باب کے ضمن میں صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی لاتے ہیں؛ مگر جس طرح ضمناً آنے والی حدیثیں بخاری کی حدیثیں نہیں، اسی طرح ضمناً آنے والے صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی بخاری کی روایتیں نہیں، بخاری کی روایتیں

صرف وہی ہیں جو ''حَدَّثَنَا'' کے بعد آتی ہیں۔

''سنن'' کی تعریف

سنن: ''سنت'' کی جمع ہے۔ یہ تعمیم کے بعد تخصیص ہے، لفظِ امور عام تھا اور لفظِ سنن خاص ہے؛ یعنی امام بخاریؒ فرماتے ہیں: احادیثِ مرفوعہ میں سے جو سنت ہیں ان کو میں نے اپنی کتاب میں لیا ہے۔

اِس تخصیص سے معلوم ہوا کہ حدیث اور سنت میں فرق ہے، دونوں ایک نہیں، اگر دونوں ایک ہوتے تو تخصیص کی ضرورت نہ تھی۔

''ایامه'' کی تعریف

''ایامه'' سے مراد: آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے تاریخی واقعات ہیں، اس سے مغازی اور غزوات مراد ہیں۔

''ترجمة الباب'' کے متعلق امام بخاریؒ کا طرزِ عمل اور مقاصد

① امام بخاریؒ حتیٰ الامکان اِس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآنِ کریم کی آیت کے ذریعے ''ترجمة الباب'' قائم کرے؛ اس لیے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی احادیث دراصل قرآنِ کریم کی تفسیر اور وضاحت ہیں۔

② امامِ بخاریؒ بہت سی مرتبہ ''ترجمة الباب'' کسی ایسی حدیث کو بناتے ہیں جو ان کی شرائط پر پوری نہیں اترتی ہے، پھر اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث شریف بھی صحیح اور قابلِ استدلال ہے۔

اس کی مثال: ''اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ'' والی حدیث ہے، یہ صحیح ہے؛ مگر امام

بخاریؒ کی شرط پر پوری نہیں اترتی؛ اس لیے اس کو ''ترجمۃ الباب'' میں ذکر کر دیا۔

③ جو حدیث امام بخاریؒ لائے ہیں، اس کے بعض طرق میں ان کے قائم کیے ہوئے ''ترجمۃ الباب'' کا مفہوم ہوا کرتا ہے، اس کو فنِ حدیث کی اصطلاح میں ''الاشارۃ الیٰ بعض طرق الحدیث'' کہا جاتا ہے۔

اس کی مثال ''باب السمر باللیل'' ہے، پھر اس کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنی خالہ کے گھر رات گزارنے کا واقعہ ذکر فرمایا؛ مگر اس حدیث میں رات میں بات کرنے کا کوئی بھی تذکرہ نہیں ہے؛ لیکن ''کتاب التفسیر'' میں جہاں یہ روایت ہے اس میں ہے کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات میں بیدار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بات فرمائی۔

④ اثبات بالاولویت: بہت سی مرتبہ ''ترجمۃ الباب'' کا ثبوت حدیث شریف سے سیدھا نہیں ہوتا ہے؛ لیکن اس سے ادنیٰ چیز کا ثبوت ہو رہا ہے، تو اس کے ذریعے اعلیٰ چیز کو ثابت کرتے ہیں۔

جیسے: باب البول قائماً و قاعداً؛ اِس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا تذکرہ ہے، بیٹھ کر پیشاب کرنے کا ذکر نہیں ہے؛ لیکن یہاں امام بخاریؒ نے ''ترجمۃ الباب'' میں ''قاعدًا'' کے لفظ کا اضافہ کر کے اس جانب اشارہ کر دیا کہ جب کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے تو بیٹھ کر تو بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔

⑤ الترجمۃ بھل: بعض مرتبہ امام بخاریؒ ''ترجمۃ الباب'' میں لفظِ ''ھل'' لاتے ہیں، جب امام بخاریؒ کو کسی حکم پر یقین نہیں ہوتا ہے تو وہاں لفظِ ''ھل'' لا کر پڑھنے پڑھانے والوں پر فیصلہ چھوڑ دیتے ہیں۔

⑥ بعض اوقات کسی پر رد کرنے کے واسطے بھی ''ترجمة الباب'' قائم فرماتے ہیں۔
⑦ دو احتمالوں میں سے کسی ایک کی تعیین کے واسطے ''ترجمة الباب'' قائم فرماتے ہیں۔
⑧ احادیث کے درمیان تطبیق پیدا کرنے کے لیے بھی ''ترجمة الباب'' قائم کرتے ہیں۔
⑨ حدیث شریف میں یا آیت میں آئے ہوئے کسی لفظ کی وضاحت کے لیے بھی ''ترجمة الباب'' قائم کرتے ہیں۔
⑩ کسی آیت کی تفسیر کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ''ترجمة الباب'' قائم کرتے ہیں۔

''تراجمِ مجردہ'' کے بارے میں کچھ باتیں

امام بخاریؒ نے بہت سے ابواب اس طرح قائم کیے ہیں، جس کے تحت کوئی حدیث شریف نہیں ہے، اس کے متعلق شراحِ کرام کی الگ الگ رائیں ہیں:
① بعض حضرات کا کہنا ہے کہ: امامِ بخاریؒ سے نسخہ نقل کرنے والوں سے سہو ہوا ہے؛ اس لیے ابواب کے ذیل میں حدیث شریف نہیں آسکی۔
② خود امامِ بخاریؒ سے سہو ہوا ہے کہ انھوں نے باب تو قائم فرما دیا؛ مگر اس کے تحت روایت کو ذکر کرنا بھول گئے۔
③ امامؒ کو اس باب کے متعلق اپنی شرائط کے مطابق کوئی روایت نہیں ملی تھی۔
④ بعض مرتبہ یہ باب ماقبل والے ''ترجمة الباب'' سے فصل کے درجے میں ہوتا ہے؛ اس لیے صرف باب کا عنوان ہوتا ہے، کوئی حدیث اس کے تحت نہیں ہوتی ہے۔

۵ قریب باب میں ہی کوئی ایسی روایت گزری ہو، ''ترجمة الباب'' میں امام کا جودعویٰ ہے اس کے لیے کافی ہوتو پھر امام اس روایت کوذکر نہیں کرتے ہیں۔

۶ طلبہ اور پڑھنے والوں کے ذہنوں کو تیز کرنے کے واسطے اس طرح کا طرز اپناتے ہیں؛ یعنی خود ''ترجمة الباب'' کے متعلق روایت میری کتاب میں یا دوسری جگہ تلاش کرلو۔

۷ حضرت شیخ الہندؒ نے اس بارے میں بہت بہترین بات ارشاد فرمائی، وہ یہ کہ: ایسے تراجم کا نام ''تراجمِ مجردہ'' رکھا جاوے۔

تراجمِ مجردہ محضہ وغیر محضہ

پھر تراجمِ مجردہ کی دوصورتیں ہیں:

اگر امام بخاریؒ نے ''ترجمة الباب'' قائم کرکے کوئی مسند حدیث ذکر نہیں کی ہے؛ لیکن اس کی دلیل میں کوئی آیتِ کریمہ پیش کردی یا تعلیقاً روایت ذکر کی یا کوئی اثر ذکر کیا، ایسے تراجم کو''تراجمِ مجردہ غیر محضہ'' کہا جاوے گا۔

امام بخاریؒ نے ''ترجمة الباب'' قائم کرکے کوئی مسند حدیث ذکر نہیں کی ہے، نیز اس کی دلیل میں کوئی آیتِ کریمہ پیش نہیں کی، ساتھ ہی کوئی تعلیق اور اثر کو بھی ذکر نہیں فرمایا، ایسے تراجم کو''تراجمِ مجردہ محضہ'' کہا جاوے گا۔ (الفيض الجاري، ج:۲،ص:۲۲، ۲۳)

حدیث کومکرر لانے کے پیچھے امام بخاریؒ کے مقاصد

امام بخاریؒ کی عادت ہے کہ ایک ہی حدیث کوکئی جگہ پر مکرر لاتے ہیں تو ایک حدیث کومکرر لانے کے کیا مقاصد ہیں؟

① کبھی حدیث شریف نقل کرنے والے علما سے کسی شبہے کو دور کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ ایک حدیث کو بعض راوی مکمل روایت کرتے ہیں، تو دوسرے بعض اسی حدیث شریف کو اختصار کے ساتھ روایت کرتے ہیں؛ سو امام بخاریؒ ایسی حدیث کو مکمل اور اختصار کے ساتھ: دونوں طرح مکرر ذکر فرماتے ہیں؛ تا کہ اس حدیث کو نقل کرنے والے شک وشبہے میں مبتلا نہ ہو۔

② حدیث شریف کے راویوں نے جو روایت کی ہے اس کے الفاظ کے اختلاف کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ الگ الگ راویوں کی حدیث شریف کی عبارت میں الفاظ بھی مختلف ہوا کرتے ہیں (یعنی حدیث ایک ہی ہوتی ہے؛ مگر جب اس کو الگ الگ راوی یا طرق سے نقل کیا جاتا ہے تو اس کے متن میں الفاظ بدل جایا کرتے ہیں، اب جب دوسرے کسی راوی سے اسی حدیث کو لیا جاتا ہے تو اس کے متن میں کوئی ایسا کلمہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے معنی ومفہوم کا احتمال رکھتا ہے؛ سو اگر وہ حدیث شریف بھی امام بخاریؒ کی شرائط پر پوری اترتی ہے تو امام صاحبؒ اس کو مکرر لاتے ہیں یا اس کے تمام طرق کو درج کر دیتے ہیں، پھر اس میں مذکور ہر قابلِ اعتبار لفظ کی مناسبت سے الگ باب قائم کرتے ہیں۔

اِس قسم کے متعدد ابواب صحیح بخاری میں موجود ہیں، جن کو پہچاننا نہایت ضروری و لازمی ہے۔

③ دو متعارض (الگ الگ) امور میں سے کسی ایک امر کو دوسرے پر ترجیح دینا مقصود ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ اگر ایک حدیث شریف کے موصول اور مرسل ہونے کے درمیان یا موقوف اور مرفوع ہونے کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، تو امام بخاریؒ

موصول اور مرفوع کو ترجیح دیتے ہیں اور اس پر اعتماد کرتے ہیں؛ لیکن ساتھ ساتھ وہ مرسل اور موقوف روایت کو بھی ضمناً نقل کر دیتے ہیں؛ تا کہ پڑھنے والوں کو اس بات کا پتا چل جاوے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک مرسل اور موقوف اثر انداز نہیں ہیں۔

④ حدیث شریف کی سند سے راوی کے اضافے کے وہم کو دور کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ بعض راوی کسی حدیث شریف کی سند میں موجود اپنے سے اوپر والے درجے میں شاگرد اور اس کے شیخ کے درمیان کسی اور راوی کا اضافہ کر دیتے ہیں، جب کہ اسی حدیث کی دوسری سند میں یہ شاگرد اور اس کے شیخ کے درمیان اس طرح کا اضافہ منقول نہیں ہوتا ہے۔

چناں چہ اس بات سے کسی کو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ راوی؛ یعنی شاگرد نے اپنے شیخ سے بھی یہ روایت سنی ہے اور اس زائد راوی سے بھی روایت سنی ہے، پھر وہ زائد راوی بھی اس شیخ سے ملتا ہے اور شیخ اسے وہی حدیث بیان کرتے ہیں؛ چناں چہ راوی اس حدیث کو دونوں طریقوں سے روایت کرتا ہے (یعنی اپنے شیخ کی سند سے بھی اور زائد راوی کی سند سے بھی) سو امام بخاریؒ بھی اس سند کو دونوں طریقوں سے بیان کرتے ہیں؛ تا کہ سند میں جس راوی کا اضافہ ہوا ہے، اس کے بارے میں پیدا ہونے والا وہم دور ہو جاوے۔

⑤ راوی نے حدیث شریف کو سنا ہے یا نہیں، اس بات کو واضح کرنا مقصود ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ امام بخاریؒ ایک حدیث شریف کو معنعن (عن کے ساتھ) نقل کرتے ہیں، پھر اسی حدیث کو دوسرے طریق سے نقل کرتے ہیں، جس میں حدیث کے راوی کی اپنے شیخ سے اس حدیث کے سماع (سننے) اور ملاقات کے بارے میں

صراحت ہوتی ہے، امام بخاریؒ اس طرح کا رویہ اس لیے اپناتے ہیں کہ ان کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات ثابت ہو۔

⑥ حدیث شریف کو حدیثِ غریب ہونے کی تعریف سے نکالنا مقصود ہوتا ہے؛ کیوں کہ بہت سی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اہلِ فن میں سے نہیں ہوتا ہے وہ اس بات کا یقین کرلیتا ہے کہ یہ حدیث شریف مکرر ہے۔

⑦ حدیث کے الگ الگ طرق بیان کرنا مقصود ہوتا ہے؛ کیوں کہ ایک حدیث کئی معانی پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کے کئی طرق ہوتے ہیں؛ اس لیے امام بخاریؒ ہر باب کی مناسبت سے اس حدیث کو الگ الگ طریق سے نقل کرتے ہیں۔

(ملخصاً از: عادات الامام البخاری فی صحیحہ، ص: ۳۸،۳۹)

⑧ مسائل کی تخریج واستنباط اور حدیث شریف سے حاصل ہونے والے مختلف فوائد کو اجاگر کرنے کے لیے امامِ بخاریؒ ایک حدیث شریف کو کئی مقامات پر ذکر کرتے ہیں۔ یہ بھی بخاری شریف میں تکرارِ روایات کی ایک وجہ ہے۔

صحیح بخاری کی روایات کی تعداد کے بارے میں

حافظ ابن الصلاحؒ نے ''مقدمہ'' میں لکھا ہے:

جُمْلَةُ مَا فِي كِتَابِهِ -الصحيح- سَبْعَةُ اٰلَافٍ وَمِأَتَانِ وَخَمْسَةٌ وَّسَبْعُوْنَ حَدِيْثًا بِالْأَحَادِيْثِ الْمُكَرَّرَةِ، وَقَدْ قِيْلَ: إِنَّهَا بِإِسْقَاطِ الْمُكَرَّرَةِ أَرْبَعَةُ اٰلَافِ حَدِيْثٍ.

یعنی مکرر احادیث کو شمار کر کے صحیح بخاری میں احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (7275) ہوتی ہیں اور اگر مکرر احادیث کو شمار میں نہ لائیں تو چار ہزار (4000) احادیث ہوتی ہیں۔

امام نوویؒ نے ''تقریب'' میں اور حافظ ابن کثیرؒ نے ''اختصار علوم الحدیث'' میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ (از: محدثینِ عظام)

امام نوویؒ نے اپنی ''شرحِ بخاری'' میں اور ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں بھی یہی تعداد ذکر کی ہے؛ لیکن ان دونوں کتابوں میں ''مسندة'' کی قید مذکور ہے، جس سے وہ تمام روایات نکل جاتی ہیں، جو تعلیقات ومتابعات کے قبیل سے ہیں، پھر انھوں نے اپنی شرحِ بخاری میں حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر کی کتاب ''جواب المتعنت'' سے تفصیلاً تمام روایات کی تعداد ذکر کی ہے۔ (از: محدثینِ عظام، بہ حوالہ مقدمۂ لامع الدراری، ص: ۱۲۴، ۱۲۵)

حافظ ابن حجرؒ کا تبصرہ

حافظ ابن حجرؒ نے اِن تمام تفصیلات کو ''مقدمہ'' میں نقل کیا ہے اور جگہ جگہ ان پر تنقید کی ہے، اس کے بعد آخر میں نقل فرمایا کہ: میری تحقیق کے مطابق بخاری شریف میں مکرر روایات کے ساتھ کل سات ہزار تین سو ستانوے (7397) احادیث ہیں۔

یہی تعداد قابلِ اعتماد ہے، اس کی تفصیل سمجھنے سے پہلے یہ بات جان لیں کہ صحیح بخاری میں کچھ روایات مرفوعہ موصولہ ہیں، کچھ معلقات ہیں اور کچھ متابعات کے قبیل سے ہیں۔

پھر معلقات کی دو قسم ہیں:

(۱) ایک وہ معلقات؛ جن کی تخریج مؤلف نے خود اپنی صحیح میں کسی دوسری جگہ کر دی ہے۔

(۲) دوسری وہ معلق روایات؛ جن کی تخریج انھوں نے اپنی کتاب میں نہیں کی ہے۔

ان میں سے ہر ایک کی تفصیل مندرجۂ ذیل ہے:

مرفوعہ موصولہ روایات تکرار کے ساتھ: ۷۳۹۷
وہ روایات جو معلق ہیں اور صحیح بخاری کے متن میں جن کی تخریج کی گئی ہیں: ۱۳۴۱
متابعات: ۳۴۴
کل (Total) میزان: ۹۰۸۲
مرفوع موصول روایات بغیر تکرار کے: ۲۶۰۲
وہ روایات جو معلق ہیں اور صحیح بخاری کے متن میں جن کی تخریج نہیں کی گئی ہیں: ۱۵۹
خلاصہ: کل احادیث بغیر تکرار کے: ۲۷۶۱۔ (از: محدثینِ عظام، بہ حوالہ ہدی الساری، ص: ۴۶۵ تا ۴۶۹)

بخاری شریف کی تصنیف کی مدت اور جگہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے استنباط کیا ہے کہ: بعض تاریخی واقعات سے پتا چلتا ہے کہ امامِ بخاریؒ نے "الجامع الصحیح" لکھنے کی شروعات ۲۱۷ھ میں کی اور اختتام ۲۳۳ھ میں فرمایا تھا۔

گویا بخاری شریف کی تالیف میں آپ کو تقریباً سولہ سال لگے۔

بخاری شریف کی تصنیف کی جگہ کے بارے میں مختلف باتیں بتائی جاتی ہیں:

حافظ ابن حجرؒ نے بہترین بات ذکر فرمائی ہے کہ: سب سے پہلے تراجمِ ابواب کا مسودہ ترتیب کے ساتھ مکہ مکرمہ کی مسجدِ حرام میں تیار کرلیا، پھر مدینہ منورہ میں منبرِ نبوی ﷺ اور قبرِ نبوی ﷺ کے درمیان اس مسودے کی تبییض کی، اور تراجم کے تحت احادیث کی تخریج اپنے شہر: بخارا اور دوسرے شہروں میں کرتے رہے۔

گویا کتاب اور ابواب کے ذیل میں احادیث کو جمع کرنے کا کام سفر و حضر میں برابر جاری رہا۔

بخاری شریف کی تالیف کا سبب: منامی بشارت

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کے متعلق امام بخاریؒ کے دل میں ایک خاص جذبہ اور فکر تھی، اسی جذبے اور فکر کی برکت سے امام بخاریؒ نے ایک عجیب اور مبارک خواب دیکھا کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں، اور امام بخاریؒ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک سر کے قریب کھڑے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پنکھا جھل رہے ہیں اور مکھی وغیرہ تکلیف دینے والی چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور کر رہے ہیں۔

نوٹ: پرانے زمانے میں جب بجلی کے پنکھے نہیں تھے، اس وقت ہاتھ سے پنکھے چلائے جاتے تھے۔

جب امام بخاریؒ بیدار ہوئے اور تعبیر دینے والے علما سے تعبیر پوچھی تو تعبیر دینے والے علمانے بتلایا کہ: اللہ تعالیٰ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک احادیث کی عظیم خدمات آپ سے لیں گے اور جھوٹے لوگوں نے جو احادیث خود گھڑ لی ہے آپ اس کو چھانٹ کر الگ کر دیں گے اور صحیح احادیث کا مجموعہ آپ امت کے سامنے پیش کریں گے۔

نوٹ: (۱) اسی خواب کے ذریعے سے امام بخاریؒ کے دل میں صحیح احادیث کو جمع کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔

(۲) اِس خواب کی تعبیر بالکل واضح تھی کہ اللہ تعالیٰ نے امام بخاریؒ کو اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا کہ وہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والی باتوں میں سے صحیح اور غیر صحیح کے درمیان فرق کریں اور جو لوگ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف احادیث کی غلط نسبت کرتے ہیں اس کو آپ تمیز کر کے الگ کر دیں۔

دوسرا سبب: استاذ کی ترغیب

اسی دوران آپ کے ایک بڑے استاد ''اسحاق بن راہویہؒ'' نے ایک روز فرمایا: کاش! حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی صحیح صحیح احادیث پر مشتمل ایک جامع اور مختصر کتاب تصنیف کردی جاوے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور میں نے اسی دن سے ''صحیح احادیث'' کو جمع کرنے کا پکا ارادہ کرلیا۔

اس واقعے سے ملنے والے اسباق

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

① انسان جس چیز کی فکر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی فکر میں رہنمائی ہوتی ہے؛ جیسے: اذان کے متعلق بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خواب دکھلایا گیا تھا۔ ان حضرات کو خاص طور پر فکر تھا کہ نماز کی تیاری کی اطلاع لوگوں کو ہوجاوے۔

② امام بخاریؒ اپنے زمانے میں حدیث وضع کرنے والوں کا دفاع کرنے کے بارے میں فکرمند تھے، اللہ تعالیٰ نے خواب میں امام بخاریؒ کو یہ بشارت عطا فرمائی اور یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے لیا۔

معلوم ہوا کہ امت کے سامنے صحیح احادیث ہی بیان کرنی چاہیے۔

③ جب انسان زمانے کے حالات کے اعتبار سے منکرات کو روکنے کی اور صحیح دین کی اشاعت کی سچی فکر رکھتا ہے اور دعائیں بھی کرتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ الہام اور خواب کے ذریعے اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور دین کا عظیم کام لیتے ہیں، جیسی فکر ہوگی ویسی اس کی برکت اور نتیجہ سامنے آئے گا۔

امام بخاریؒ کی تالیفات اور صحیح بخاری

حضرت امامِ بخاریؒ کی تالیفات وتصنیفات ستائیس (۲۷) کے قریب بتلائی جاتی ہیں، ان میں سب سے اونچی تصنیف: ''الجامع الصحیح'' ہے،آپ نے اپنی اس کتاب کی تالیف وترتیب کے وقت جہاں فنِ حدیث کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ و اونچے شرائط کے ساتھ روایات اور اسانید کو جمع کرنے کا اہتمام فرمایا ہے، ساتھ ہی علمی نکات، اعلیٰ ترین ''ترجمة الباب'' اور بہترین تحقیقات امت کے لیے پیش کی ہیں۔

بخاری شریف کی مقبولیت کا راز

امام بخاریؒ نے ہر ہر حدیث کے لیے باقاعدہ غسل کیا، دو رکعت نماز ادا کی اور استخارہ کیا، جب حدیث شریف کے صحیح ہونے کا کامل اطمینان حاصل ہوگیا تو اس کو اپنی کتاب میں درج کیا، کعبہ شریف کے جوار میں جمع کرنے کا اہتمام کیا، تمام تراجمِ ابواب کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھا، جس کو ہم ''ریاض الجنہ'' کہتے ہیں۔

ظاہری اور فنی اعتبار سے حدیث شریف کی جانچ، تحقیق، سند اور راویوں کی جانچ و تحقیق کے تمام کام کرنے کے بعد باطنی طور پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا، استخارہ کرنا، غسل کا اہتمام کرنا، حرمین کی مبارک جگہ پر یہ کام کرنا، یہ وہ سب برکتیں ہیں جو امام عالی مقامؒ کی کتاب میں شامل ہوئیں۔

ساتھ ہی اس کتاب کی مقبولیت میں ان کے اخلاص، زہد وتقویٰ کا بھی اہم کردار ہے، جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آج اس کتاب کو ایسی مثالی مقبولیت عطا فرمائی۔

سبق

ہمارے بہت سے اکابر کے حالات میں ہم سنتے اور دیکھتے بھی ہیں کہ: وہ اپنی کتاب کا آغاز اوراختتام ''حرمین شریفین'' میں کرنے کی کوشش کرتے ہیں، بہت سے بزرگانِ دین تومستقلاً ''حرمین شریفین'' میں لمبی مدت تک قیام کر کے وہاں کتاب کی تالیف فرماتے ہیں؛ تاکہ وہاں کے انوار و برکات شامل ہوں اور قبولیت کے لیے دعا بھی کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ: میں اپنی جوبھی کتاب تیارکرتا ہوں اس کا مسودہ ہاتھ میں لے کرطواف کرتا ہوں اور پورے طواف کے دوران دعا کرتا ہوں کہ:

اے اللہ! اس کوقبول فرمالیجیے! اس میں جوکمی رہ گئی ہے اس کا مجھے الہام فرمائیے، پھرمیں دعا کرکے اس کواشاعت کے لیے دیتاہوں۔

صحیح بخاری لکھنے کا مقصد

امام بخاریؒ نے اس کتاب کی تالیف کے وقت چھ لاکھ احادیث سے اس کا انتخاب کیاہے۔

صحیح بخاری کے لکھنے کا مقصدصحیح احادیث کوجمع کر کے امت کے سامنے پیش کرنا ہے؛ جیسا کہ صحیح بخاری کے نام سے ظاہر ہے،اس کے علاوہ اوربھی مقاصد ہیں:

(۱) فقہی فوائد۔

(۲) حکیمانہ نکات۔

(۳) احکام کے متعلق واردقرآنی آیات کی طرف رہنمائی۔

۴ قرآن کی آیتوں کی تفسیر کی طرف اشارہ۔

۵ استنباط اور استدلال (یعنی قرآن وحدیث سے مسائل نکالنا)۔

۶ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور سلفِ صالحین کے بہت سارے فائدہ مند اقوال کو جمع کرنا۔

۷ لغات؛ خاص کر قرآنی آیات اور احادیث میں وارد الفاظ کی لغوی تحقیق؛ بلکہ لگتا ایسا ہے کہ علمِ حدیث کے بعد امامِ بخاریؒ کا بڑا ذوق اور رجحان ''لغات'' بیان کرنے میں ہے، ''كتاب التفسير''، ''كتاب الانبياء'' اور دیگر مقامات اس سے بھرے ہوئے ہیں۔

۸ گمراہ فرقوں کے عقائد، اعمال اور نظریات کو رد کرنا اور ان کی اصلاح کرنا۔

صحیح بخاری کے شرائط

امام بخاریؒ اور ائمۂ صحاحِ ستہ میں سے کسی نے بھی اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ انھوں نے کونسی شرائط کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب میں حدیث شریف درج کی ہے، بس! ان کے طرزِ عمل سے ان کے بعد والے محققین نے استنباط کیا ہے کہ ان حضرات نے کونسے شرائط کا لحاظ کیا ہے، اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے امامِ بخاریؒ کے شرائط حسبِ ذیل ہو سکتے ہیں:

۱ سند متصل ہو، منقطع نہ ہو۔

۲ راوی مسلمان ہو۔

۳ سچا ہو۔

۴ مدلس اور مختلط نہ ہو۔

⑤ صفتِ عدالت سے متصف ہو۔

⑥ یاد رکھنے والا ہو۔

⑦ ذہن سلامت ہو۔

⑧ قلیل الوہم ہو۔

⑨ سلیم الاعتقاد ہو۔

⑩ راوی کی ثقاہت پر اتفاق ہو۔

⑪ اگر صحابی سے روایت کرنے والے دو راوی ہوں تو بہتر ہے؛ ورنہ ایک راوی کی روایت بھی لے لیتے ہیں؛ جب کہ سند صحیح ہو۔

اگر کوئی حدیث امام بخاریؒ کی اپنی شرائط کے مطابق نہ ہو؛ لیکن قابلِ استدلال ہے تو باب میں اس کو بھی ذکر کرتے ہیں؛ لیکن صیغہ اور انداز بدل دیتے ہیں اور اس مقصد کے لیے تعلیقات بھی ذکر کی ہیں۔

⑫ اگر کوئی صحیح حدیث نہیں ملتی؛ مگر ایسی حدیث ملتی ہے جو قابلِ استیناس و استشہاد ہے اور ایسی حدیث کو ایک قوم قیاس پر مقدم کرتی ہے تو اس کے لفظ یا معنی کو ''ترجمة الباب'' بنا کر ذکر کر دیتے ہیں، پھر اس میں کوئی آیتِ کریمہ اور ایسی حدیث ذکر کر دیتے ہیں جو حدیثِ مذکور کی تائید کرتی ہو۔

امام بخاریؒ کے شرائط کا خلاصہ

ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ کے شرائط کا خلاصہ مندرجۂ ذیل باتوں میں ہیں!

① حدیث شریف صحیح ہو اور صحیح بھی پہلے طبقے کی ہو۔

② حدیثِ معنعن کے لیے ضروری ہے کہ راویوں کی ملاقات اور سماعِ حدیث ثابت ہو۔

③ تمام شرائط اپنی جگہ پوری اترنے کے باوجود امامِ عالی مقام کو اللہ تعالیٰ نے اس فن میں جو ایک خاص ملکہ عطا فرمایا تھا جس کے ذریعے وہ یہ فیصلہ کیا کرتے تھے کہ یہ حدیث شریف میری کتاب میں درج کرنے کے لائق ہے، اس بات پر تشفی ہونے کے بعد ہی وہ اس حدیث شریف کو اپنی کتاب میں درج کیا کرتے تھے۔ (از: انعام الباری، ج:۱، ص:۱۲۳)

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کوئی حدیث شریف قواعد وضوابط کے اعتبار سے بالکل ٹھیک ہے؛ مگر ان کے دل نے گواہی نہیں دی؛ اس لیے اس کو اپنی کتاب میں ذکر نہیں فرمایا ہے!

④ استخارے کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے پوچھتے تھے کہ میں یہ روایت درج کروں یا نہیں؟

متابعت کی تعریف

بخاری شریف پڑھنے کے درمیاں آپ کو بہت ساری حدیث شریف پڑھنے کے بعد ''تَابَعَهُ'' اور اس کے بعد کوئی نام: جیسے: فلان، دیکھنے کو ملے گا تو اس کا کیا مطلب؟

حضراتِ ائمۂ اصولِ حدیث کے نزدیک کسی حدیث کا راوی جس طرح حدیث کو روایت کر رہا ہے، دوسرا راوی بھی اسی طرح روایت بیان کرے، اس کو ''متابعت'' کہا جاتا ہے۔

متابعت کی دو قسم ہیں:

① متابعتِ کاملہ و تامہ۔ کوئی راوی کسی دوسرے راوی کی بیان کی ہوئی حدیث اس کی پوری سند کے ساتھ بالکل ویسے ہی نقل کرے۔

اس کی آسان تعبیر یہ ہے کہ کسی استاذ کے تلامذہ ایک دوسرے جیسی روایت بیان کرے، اسے ''متابعتِ تامہ'' کہا جاتا ہے اور ان کو آپس میں ایک دوسرے کے ''متابِع'' کہا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر امامِ حمیدیؒ کے متعدد تلامذہ ہیں، امامِ حمیدیؒ نے ایک حدیث بیان کی، ان کے ایک شاگرد نے وہ حدیث نقل کی، ٹھیک اسی طرح ان کے دوسرے تلامذہ اس حدیث کو نقل کریں تو اس کو ''متابعتِ تامہ'' کہا جاتا ہے اور یہ سب ایک دوسرے کے ''متابِع'' کہے جائیں گے۔

② متابعتِ ناقصہ و قاصرہ۔ اول سند میں کوئی متابعت نہیں ہے؛ مگر سند کے آخر میں جا کر متابعت ہو جاوے۔

اس کی دوسری تعبیر یہ ہے کہ استاذ الاستاذ؛ یعنی اوپر کے کسی استاذ کے تلامذہ ایک دوسرے کی متابعت کرے۔

یعنی امامِ حمیدیؒ کے استاذ کے جو تلامذہ ہوں گے، وہ ایک دوسرے کی مطابقت کریں تو وہ نیچے والوں کے لیے ''متابعتِ ناقصہ'' کہی جاوے گی۔

متابعتِ تامہ و ناقصہ کی قسمیں

متابعتِ کاملہ ہو یا ناقصہ، ہر ایک کی دو قسم ہیں:

① الفاظ میں متابعت ② معنیٰ میں متابعت۔

مجموعی طور پر کل چار قسمیں ہوئیں:

① متابعتِ تامہ فی الالفاظ۔

② متابعتِ تامہ فی المعنیٰ۔

③ متابعتِ ناقصہ فی الالفاظ۔

④ متابعتِ ناقصہ فی المعنیٰ۔

روایت بالمعنیٰ اور اس کے لیے ایک ضابطہ

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زبان سے حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی بات سنی اور اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کریں تو اس کو ’’روایت بالمعنیٰ‘‘ کہا جاتا ہے۔

دراصل حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حافظے بہت مضبوط تھے، اکثر کی عربی زبان بھی بہت عمدہ تھی، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے سنی ہوئی باتیں انھوں نے اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھیں، پھر بعد میں انھوں نے اپنے شاگردوں؛ یعنی تابعین کو سنائی تو اس وقت انھوں نے اپنے انداز میں سنائی جس میں نبوی الفاظ کا بھی بڑا حصہ ہوا کرتا تھا اور ان کے اپنے الفاظ بھی ہوا کرتے تھے، اس کو ’’روایت بالمعنیٰ‘‘ کہتے ہیں۔

نوٹ: قرآنِ کریم کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے جو الفاظ نازل ہوئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعینہ وہی الفاظ سنائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بعینہ وہی الفاظ یاد کیے اور آنے والی امت تک پہنچایا، یہ ہو بہو نقل در نقل قرآنِ مجید کی امتیازی خصوصیت ہے

متقدمین محدثین ''روایت بالمعنیٰ'' کیا کرتے تھے؛ اس لیے غور کرنے سے ہمیں یہ بات دیکھنے ملتی ہے کہ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ایک روایت نقل کرتے ہیں؛ اس لیے روایت کا مضمون تو ایک ہی ہوتا ہے؛ مگر الفاظ الگ الگ ہوا کرتے ہیں؛ کیوں کہ وہ خیر القرون کے لوگ تھے، اور اس فن میں بڑی مہارت بھی رکھتے تھے۔

جب کہ بعد کے زمانے کے محدثین نے الفاظ کا فرق بھی ملحوظ رکھا؛ اس لیے کہ بعد میں اتنا اونچا معیار نہیں رہا؛ لہذا ان (متاخرین) کو الفاظ کا بھی خیال رکھنا پڑا۔

متابعت کیوں ضروری ہے؟

کسی راوی کے بارے میں تفرد کا اندیشہ ہو، تو دیکھا جائے گا کہ کسی دوسرے راوی نے اس کی متابعت کی ہے یا نہیں کی ہے؟ اگر کسی نے متابعت کی ہے اور ان کے استاذ میں کی ہے، تو اس کو ''متابعتِ تامہ'' کہا جاوے گا۔

اور اگر استاذ الاستاذ میں متابعت کی ہے تو اسے ''متابعتِ ناقصہ'' کہا جاوے گا۔

متابعت کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ متابعت سے روایت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

امامِ بخاریؒ کا مسلک

امامِ بخاریؒ کے طرز سے پتا چلتا ہے کہ ان کے یہاں متابعت کے لیے اتحادِ الفاظ ضروری نہیں ہے، صحابی کا اتحاد کافی ہے۔

جب کہ حدیث شریف کے ایک دوسرے امام: امامِ بیہقیؒ کا مسلک یہ ہے کہ ان کے نزدیک الفاظ میں بھی اتحاد ضروری ہے۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی تحقیق

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے ہیں:

واعلم أن في المتابعة أربعة أشياء: المتابِع، والمتابَع، والمتابَع عنه والمتابَع عليه، والبخاري يتفنن في ذكر المتابعات، فتارة يقول: تابعه فلان وأخرى تابعه عن فلان، فليعلم الفرق بينهما، فالفرق بين الأولين ظاهر، و"عنه" هو ذلك الشيخ، و"عليه" هو اللفظ، فعبدالله بن يوسف فيها.متابع (بالكسر) ويحي بن بكير الراوي شيخ البخاري متابَع بالفتح والليث متابع عنه.

متابعت میں چار چیزیں ضروری ہیں: (۱) متابِع (اسم فاعل) (۲) متابَع (اسم مفعول) (۳) متابَع عنہ (۴) متابَع علیہ۔

حضرت امام بخاریؒ متابعات کو ذکر کرنے میں نیا نیا طریقہ اختیار فرماتے ہیں، کبھی "تابعه فلان" کہتے ہیں اور کبھی "تابعه عن فلان" کہتے ہیں، ان دونوں کے درمیان فرق جاننا ضروری ہے، پہلی دو چیزوں یعنی متابع (اسم فاعل) اور متابع (اسم مفعول) کے درمیان فرق ظاہر ہے، اور متابع عنہ سے مراد امام بخاریؒ کے شیخ ہوتے ہیں اور متابع علیہ سے مراد وہ جملہ ہوتا ہے جس پر متابعت کی جاتی ہے۔ (اسعاد القاری، ج:۱ ص:۳۵۲، ۳۵۳)

"ح" اور تحویل کا مطلب

آپ کو بخاری شریف پڑھنے کے موقع سے بہت ساری سندوں کے درمیان لفظ "ح" الگ ممتاز انداز میں لکھا ہوا نظر آئے گا، اس سے مراد "تحویلِ سند" ہوا کرتی ہے؟

تحویل: ایک ہی سند یا روایت میں دو واسطے ہوں اور محدث اس سند اور روایت کو بیان کرتے وقت دونوں واسطوں کو بیان کرے، اس کو ''تحویل'' کہا جاتا ہے؛ یعنی ایک سند سے دوسری سند کی طرف پھر جانا۔

جیسے: ہم کسی واقعے کے بارے میں کہتے ہیں کہ: یہ واقعہ مجھے فلاں سے بھی پہنچا ہے اور فلاں سے بھی پہنچا ہے۔

تحویل کی قسم

تحویل کی دو قسمیں ہیں:

① شروع سند ہی سے محدث کی سند کے دو واسطے ہوں اور دونوں واسطے کسی ایک راوی میں جا کر مل جاتے ہو، اس راوی کو ''مدار الاسناد'' یا ''مدار الحدیث'' کہا جاتا ہے۔

جہاں ''لفظِ حدثنا'' ہوتا ہے، وہاں عامۃً ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

② شروع سند سے واسطہ ایک ہی ہو؛ لیکن آگے کسی راوی پر جانے کے بعد وہ واسطہ جدا ہو جاتا ہو۔

اسانید کے رمز

خلاصہ یہ نکلا کہ ایک ہی متن والی حدیث کی اگر دو یا دو سے زیادہ سندیں ہوں، تو وہ انھیں ایک ہی متن میں جمع کر دیتے ہیں اور دوسری سند کی مستقل پہچان کے لیے ''ح'' کا حرف لکھ دیتے ہیں، جس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہی حدیث اب ایک سند سے دوسری سند کی طرف منتقل ہوگئی ہے، اسے ''حاءِ تحویل'' کہتے ہیں۔

اس طرح وہ ایک ہی حدیث کی متعدد اسانید کو ایک ہی جگہ جمع کر دیتے ہیں۔

لفظِ ''حا'' کے پڑھنے کا طریقہ

جب قاری اس رمز تک پہنچے تو ''حا'' کہے اور آگے چلتا جائے، یہ طریقہ امام ابن الصلاحؒ اور امام نوویؒ کا پسندیدہ ہے اور یہی طریقہ ہمارے یہاں رائج ہے؛ اگرچہ اس میں دوسرے اقوال بھی ہیں۔

شاہد کی تعریف

وہ روایت جو کسی دوسری روایت کی موافقت کر رہی ہے، روایت نقل کرنے والے صحابی بدل جاوے؛ لیکن روایت کا مفہوم وہی رہے، الفاظ ہو بہو ایک ہونا ضروری نہیں ہے، اسے ''شاہد'' کہا جاتا ہے۔

متابع اور شاہد میں فرق یہ ہے کہ ''متابع'' روایت میں صحابی وہی ہوتے ہیں اور ''شاہد'' روایت میں صحابی بدل جاتے ہیں۔

تعلیق کا معنیٰ

امامِ بخاریؒ نے اپنی کتاب میں کئی تعلیقات ذکر فرمائی ہیں۔

شروع سند کو حذف کر کے روایت کو سیدھا تابعی یا صحابی سے نقل کرنے کو ''تعلیق'' کہا جاتا ہے۔

بخاری شریف کی خصوصیات

① امامِ بخاریؒ نے اپنی کتاب میں جو تراجم قائم کیے ہیں، وہ بے مثال اور انوکھے ہیں۔

② آپ نے جتنی احادیث ذکر فرمائی ہیں، وہ صحیح ہونے میں اعلیٰ درجے کی ہیں۔

③ امام بخاریؒ نے اس کی تالیف میں وضو، غسل، نماز اور استخارہ جیسا اہتمام کیا ہے، ایسا اہتمام کسی کتاب کے مؤلف نے نہیں کیا ہے۔

④ پوری بخاری شریف میں صرف ایک جگہ؛ ''کتاب النذور و الایمان'' میں ''حدیث بالمکاتبة'' لائے ہیں۔

⑤ بخاری شریف میں جب کوئی ایسا لفظ آتا ہے جو قرآنِ کریم میں ہو، تو اس کی طرف ضرور توجہ دلاتے ہیں۔

⑥ آثار کو ذکر فرما کر اپنے تراجم کی وضاحت کیا کرتے ہیں۔

⑦ آثار کے ذریعے اپنا فقہی رجحان بتلایا کرتے ہیں۔

⑧ حتیٰ الامکان قرآنی آیات سے اپنا مسئلہ ثابت کرتے ہیں۔

⑨ ہر کتاب کے آخر میں مضامین کے اختتام کی طرف اشارہ فرمایا کرتے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ: استقصا کرنے سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ امامِ بخاریؒ جس کتاب کو بھی ختم کرتے ہیں، اس کے آخر میں ایسی حدیث لاتے ہیں جو خاتمے، موت یا آخرت کی یاد پر دلالت کرتی ہو۔

گویا ہر کتاب کے آخر میں کوئی نہ کوئی اشارہ کر جاتے ہیں: ''اَکْثِرُوْا ذِکْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ'' (لذات کو ختم کرنے والی چیز موت کو یاد کیا کرو)

امام بخاریؒ کے بعض راویوں اور دوسرے بعض امور پر اعتراض کا عمدہ حل

بعض لوگوں کے قول کے مطابق انسان میں ''نسیان'' کا مادہ ہے، غلطی اور خطا ہر

انسان سے ہوتی ہے، صرف حضراتِ انبیا علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ اور معصوم ہیں۔

امام بخاریؒ کی ''الجامع الصحیح'' کے راویوں اور اس کے دوسرے بعض امور پر کچھ حضرات نے اعتراضات کیے ہیں، ان تمام اعتراضات کے متعلق نیچے لکھی ہوئی بات بہت جامع اور عمدہ ہے جو پیش کی جارہی ہے:

اِس موقع پر مولانا سید احمد رضا بجنوریؒ صاحبِ انوار الباری نے بہت عمدہ بات تحریر فرمائی ہے کہ: امام بخاریؒ بھی آخر انسان ہی تھے اور کچھ اَوہام واَغلاط سے ان کی شان کم نہیں ہوتی؛ بلکہ اس اعتبار سے اور بھی امتیاز مل جاتا ہے کہ اگر کچھ نقائص تھے، چاہے رواۃ کے اعتبار سے یا روایات کے لحاظ سے یا تکرارِ احادیث کی صورت میں تو ان پر دوسرے محدّثین نے بے تکلف نقد کیا اور اس بارے میں امام بخاریؒ کی جلالتِ شان سے مرعوب نہیں ہوئے، نہ ان کی کوئی رو رعایت کی، پھر ان کمزوریوں کے متعین ہونے کے بعد باقی پوری کتاب کی قدر و قیمت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے، جو احادیث ضعیف رواۃ کی وجہ سے ضعیف ہیں وہ دوسرے متابعات کی وجہ سے قوی ہو گئیں۔ (از: مقدمہ انوار الباری: ۲/۴۴)

''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' کا مطلب

صحیح بخاری کے سب سے زیادہ صحیح ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بخاری شریف کی ہر حدیث مسلم شریف یا دوسری کتابوں کی ہر حدیث سے بڑھ کر ہے۔

بلکہ یہ صحیح ہونا مجموعے کے لحاظ سے ہے؛ یعنی حدیث شریف کے جتنے مجموعے ہیں، ان میں صحت کے اعتبار سے صحیح بخاری شریف کے اِس مجموعے کا مقام سب سے

اونچا ہے، ساتھ ہی امام بخاریؒ کی فنی مہارت، محنت، اخلاص، ترتیب و جامعیت اور ان کا رجوع الی اللہ، اِن سب چیزوں نے اِس کتاب کو ''اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ'' بنایا ہے! جیسا کہ زرکشیؒ وغیرہ محققین نے اس کی صراحت کی ہے۔

دوسری کتابوں میں بھی صحیح احادیث بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

ہماری کتاب کا درس نہ دو گے؟
کتاب کی مقبولیت بارگاہِ رسالت میں

بخاری شریف کی عجیب مقبولیت ہے، خود ''حافظ ابنِ حجرؒ'' نے ''شیخ ابوزید مروزیؒ'' کا خواب لکھا ہے کہ: انھوں نے ''حجرِ اسود'' اور ''مقامِ ابراہیم'' کے درمیان ایک عجیب خواب دیکھا، وہ اسی مبارک جگہ پر سوئے ہوئے تھے، خواب میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا:

اے ابوزید! کب تک امام شافعیؒ کی کتاب کا درس دیتے رہو گے؟ ہماری کتاب کا درس نہ دو گے؟

ابوزید مروزیؒ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کی کتاب کونسی ہے؟

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: محمد بن اسماعیل بخاری نے جو جمع فرمائی ہے وہ میری کتاب ہے۔

سبق: انسان اخلاص وللّٰہیت اور صحیح ڈھنگ سے دین کا کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے۔

غیر مقلدین امام بخاریؒ کی عدالت میں

غیر منصوص احکام میں کسی امتی کی بات کو بلا دلیل مان لینے کو ''تقلید'' کہتے ہیں، بات ماننے والے کو ''مقلد''، اور نہ ماننے والے کو ''غیر مقلد'' کہتے ہیں۔

''غیر مقلدین'' حضرات اپنے آپ کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں، جس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہوتا ہے کہ حدیث کا علم بھی ان ہی کو ہے اور اس پر عمل بھی وہی کرتے ہیں، رہے مقلدین تو ان کے پاس نہ تو حدیث ہے، نہ وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں، ان کا یہ خیال خود رائی اور خود فریبی پر مبنی ہے۔

دعویٰ تمھارا اور دلیل کا مطالبہ ہم سے!

غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ: وہ ''اہلِ حدیث'' ہیں، جس کا مطلب ہے: حدیث والے۔

اور مقلدین کو وہ ''اہل الفقہ والرائے'' کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے فقہ ورائے والے، اِس صورت میں اصولی طور پر ہر مسئلے کی حدیث غیر مقلدین ہی کو دکھلانی چاہیے کہ وہ اپنے گمان کے مطابق حدیث والے ہیں؛ مگر تعجب ہے کہ یہ حضرات ایک طرف تو ہمیں اہلِ فقہ کہتے ہیں اور دوسری طرف ہر مسئلے میں حدیث بھی ہم سے طلب کرتے ہیں، جب کہ سرے سے ہمارا دعویٰ ہی نہیں ہے کہ ہر مسئلے کی دلیل حدیث میں موجود ہے اور دعویٰ ہو بھی نہیں سکتا۔

ہماری عوام اور نوجوان فضلا کو یہ بات سمجھنی چاہیے اور جب بھی بات ہو تو حدیث غیر مقلدین سے مانگنی چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں؛، ظاہر ہے کہ جس

کا دعویٰ ہو کہ میرے پاس یہ چیز ہے، وہ چیز اس سے ہی مانگی جاتی ہے!

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ مقلدین احناف جب غیر مقلدین کو اپنے موقف سے متعلق احادیث دکھاتے ہیں تو اکثر اُن کا مطالبہ ہوتا ہے کہ: حدیث بخاری شریف سے دکھائی جائے؛ حالاں کہ یہ حضرات بھی علی وجہ البصیرت جانتے ہیں کہ ہر مسئلے کی حدیث کا بخاری شریف میں ہونا ضروری نہیں، ایسی صورت میں ہمارے عوام کو چاہیے کہ وہ بخاری شریف سے حدیث دکھانے کا ذمّہ لینے کے بجائے غیر مقلدین سے مطالبہ کریں کہ وہ کوئی آیت یا حدیث دکھائیں جس میں ہو کہ حدیث صرف بخاری شریف کی ہونی چاہیے۔ پھر کیا صرف بخاری شریف ہی میں صحیح احادیث ہیں؟

جواب: نہیں۔

ان سے یہ مطالبہ بھی کریں کہ پہلے وہ خود اپنے تمام مسائل کی حدیثیں بخاری سے دکھائیں، پھر ہم سے مطالبہ کریں۔

عمل تو دور کی بات، اعتماد تک نہیں!

انھیں یہ بتائیں کہ آپ حضرات کا تو خود بخاری شریف پر کامل عمل نہیں، عمل تو دور رہا، آپ کو تو سرے سے بخاری شریف پر ہی اعتماد نہیں، دیکھیے! بخاری کی بہت ساری حدیثوں پر آپ (غیر مقلدین) کا عمل نہیں، امام بخاریؒ کے بہت سارے اجتہادات پر آپ کا عمل نہیں، ثبوت چاہیے تو کتاب ”غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں“ پیش کر دیجیے۔ اس کتاب میں حضرت امام بخاریؒ کی حیاتِ طیبہ اور اُن کی کتاب بخاری شریف سے تقریباً ۵۳ مسائل میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ غیر مقلدین حضرات، امام بخاریؒ

سے اُن کے عقائد واعمال میں متفق نہیں ہیں اور انھیں امام بخاریؒ کے اجتہادات سے اتفاق نہیں ہے اور وہ کلیۃً بخاری شریف پر عمل نہیں کرتے ہیں، بخاری شریف میں بہت ساری حدیثیں ایسی ہیں جن پر عمل کرنے کے بجائے یہ لوگ ان کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ (از: غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں)

ایک تلخ حقیقت

آج امت میں بعض افراد ایسے ہیں جن کو مستحبات وسنن تو کیا فرائض تک کا پتا نہیں ہے، وہ اپنے آپ کو مجتہدِ وقت مانتے ہیں، اپنی مادری زبان میں قرآن وحدیث کے تراجم کو دیکھ کر خود کو علی شرائط المجتہد سمجھتے ہیں؛ لیکن ایک بات تو مسلَّم ہے کہ ہم مقلدوں نے تو اپنے ایک امام کا دامن پکڑا؛ مگر اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہنے والے، نہ معلوم اپنے مسلک کے کتنے علما کی اتباع کرتے ہوں گے؛ اس لیے کہ ہر کس وناکس کو قرآن وحدیث پر عبور حاصل نہیں ہے۔

ہمارے استاذِ محترم حضرت مولانا غلام احمد صاحب نرولیؒ مشکوۃ شریف کے سبق میں فرمایا کرتے تھے کہ: اہلِ حدیث نے اپنا نام خوب سوچ سمجھ کر رکھا ہے کہ احادیث کے مجموعے میں سے صرف اپنی من پسند ایک حدیث کو چن لیا؛ اگرچہ اس پر محدثین نے کچھ کلام بھی کیا ہو اور حدیث کے سارے ذخیرے کو فراموش کردیا اور اسی کو اپنے لیے باعثِ فخر سمجھا، یاللعجب!!

تیسرا باب

عجیب وغریب واقعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

والد کی حلال کمائی کے اولاد میں عمدہ اور بہترین اثرات

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبُو البُخَارِي مِنَ العُلَمَاءِ الوَرَعِينَ.

ترجمہ: امام بخاریؒ کے والد متقی عالم تھے۔

یہ بات قرآن اور حدیث اور اللہ کے نیک بندوں کے تجربات سے معلوم ہوتی ہے کہ جو باپ حلال کمائی کا اہتمام کرتا ہے، خود بھی حلال غذا کھاتا ہے، اپنی اولاد کو بھی حلال غذا کھلاتا ہے، تو اس کے روحانی اور پاکیزہ اثرات اولاد کی تعلیم و تربیت اور اولاد کی علمی و عملی زندگی میں بہت ہی نمایاں ہوتے ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کے والد اسماعیلؒ، ورع اور تقویٰ والے تھے، ان کے خاص شاگرد شیخ احمد ابن حفصؒ فرماتے ہیں کہ: میرے استاذ اسماعیلؒ؛ یعنی امام بخاریؒ کے والد کی وفات کا وقت آیا تو میں خدمت میں حاضر ہوا، حضرت اسماعیلؒ فرمانے لگے: میں اپنے مال کے اندر ایک درہم بھی مشتبہ نہیں پاتا، میں جانتا ہوں کہ میرے مال کے اندر ایک درہم بھی حرام کا نہیں ہے اور نہ تو کوئی درہم مشتبہ ہے۔

نوٹ: جب ایک والد اپنی اولاد کو حلال کمائی کھلائے، پلائے، پہنائے، تو اس کا کتنا پاکیزہ اثر ہوتا ہے کہ امام محمد ابن اسماعیل (امام بخاریؒ) جیسی اولاد اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں؛ لہٰذا ہمیں بھی حرام اور مشتبہ کمائی کے کھانے پینے اور رہائش سے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو بچانا چاہیے، خود کے لیے، اپنے گھر والوں کے لیے حلال کمائی کا اہتمام کریں گے تو ان شاء اللہ! اس کے بڑے پاکیزہ اثرات اولاد کی زندگی میں دیکھنے کو ملیں گے۔

دار العلوم دیو بند کے شیخ الحدیث، حضرت الاستاذ: مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ کے والد صاحب کی حلال کمائی کا واقعہ بندے کی کتاب ''حضرت الاستاذ مفتی سعید احمد صاحب پالنپوریؒ کی کچھ باتیں اور یادیں'' سے ضرور پڑھیں۔

آج اولاد میں جو فسق وفجور، نافرمانی، بے حیائی، بے شرمی آئی ہے، اس کا ایک بڑا سبب والدین کا حرام اور مشتبہ غذا، لباس، مکان کو اپنانا بھی ہے، اللہ اس سے حفاظت فرمائے، آمین۔

نیک ماں اور اس کی دعا کے اثرات
نابینا سے واپس بینا ہونے کا واقعہ

حضرت امام بخاریؒ بچپن میں یتیم ہو گئے تھے، آپ کی والدہ نے آپ کی بڑی محنت سے تربیت کی۔ واقعہ یہ ہے کہ جب امام بخاریؒ کی بچپن میں آنکھ چلی گئی، نابینا ہو گئے تو والدہ کو بہت صدمہ ہوا؛ اس لیے کہ ایک طرف وہ بیوہ تھی اور دوسری طرف چھوٹے سے بیٹے کو اچانک یہ حادثہ پیش آیا کہ بینائی چلی گئی، طبیبوں نے علاج کیا، علاج سے عاجز آ گئے، بہ ظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آیا، والدہ ماجدہ اپنے یتیم بچے کی اِس حالت پر رات دن اللہ تعالیٰ کے سامنے روتی رہتی تھی، اور دعا کرتی رہتی اور بہت زیادہ دعا وصدقہ کا اہتمام کرتی تھی۔

امام بخاریؒ کی والدہ بڑی عبادت گزار، خدا رسیدہ خاتون تھی، ایک رات عشا کی نماز کے بعد مصلے پر اللہ کے سامنے رونے لگی، دعا کرنے لگی، اسی حالت میں انہیں نیند آ گئی، خواب میں حضرت امام بخاریؒ کی والدہ کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت

ہوئی، حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور خوش خبری سنائی:

یَاهٰذِهِ قَدْ رَدَّ اللّٰهُ بَصَرَ إِبْنَكِ بِدُعَائِكِ.

اے عورت! (امام بخاری کی ماں) تمھارے رونے اور تمھارے دعا کرنے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمھارے بچے کی آنکھوں کو درست کر دیا۔

جب رات گذر گئی اور والدہ صبح بیدار ہوئی تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے ''محمد ابن اسماعیل بخاری'' کی آنکھ کو واقعتاً درست کر دیا تھا، پھر بعد میں تو اللہ تعالیٰ نے اِس قدر آنکھ میں روشنی عطا فرمائی کہ امام بخاریؒ نے اپنی مشہور کتاب ''تاریخِ کبیر'' کو چاندنی رات میں چاند کی روشنی میں تصنیف فرمایا۔

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

(۱) ماں نیک ہو، اور اپنی اولاد کے مستقبل کے لیے دعا کرے تو ماں کی دعا کی برکت سے اولاد کی دین و دنیا اور آخرت سب سنور جاتے ہیں۔

(۲) اولاد کو تکلیف اور مصیبت ہو تو ماں کو چاہیے کہ خوب دعائیں کرے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب روئے، اللہ تعالیٰ ماں کی دعا کی برکت سے اولاد کی تکلیف کو دور فرما دیتے ہیں، ماں کی دعا بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔

ایک بزرگ کی والدہ کی دعا کا واقعہ

محدثِ کبیر ''حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب جونپوریؒ'' نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ: ایک بزرگ تھے، پڑھنے میں کمزور تھے، جب ان سے پوچھا گیا: تمھاری والدہ زندہ ہے؟ تو فرمایا: ہاں! زندہ ہے، تو فرمایا کہ: جاؤ! والدہ سے دعا کراؤ۔

وہ گئے اور والدہ سے دعا کی درخواست کی۔ والدہ نے ان کے لیے دعا کی اور

والدہ کی دعا قبول ہوگئی؛ یعنی وہ پڑھنے میں بڑھ گئے۔

اس لیے ہر ماں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعاؤں کا خوب اہتمام کریں۔ (الفیض الجاری، ج:۱، ص:۱۰۹)

آنکھ کی کمزوری کا دوسرا واقعہ اور اس کا علاج

''طبقاتِ کبریٰ'' میں ''امام تاج الدین سُبکیؒ'' نے لکھا ہے کہ: امام بخاریؒ طلبِ علم کے لیے سفر فرماتے تھے۔ سخت دھوپ اور گرمی ہوتی، اس کے باوجود امام بخاریؒ طلبِ علم کے لیے سفر فرماتے۔ سخت دھوپ اور بے انتہا گرمی کی وجہ سے دوبارہ امام بخاریؒ کی بینائی ختم ہوگئی اور آنکھ میں تکلیف ہوگئی، خراسان میں ایک ماہر حکیم کے پاس علاج کروانے کے لیے پہنچے تو انھوں نے مشورہ دیا کہ: آپ اپنے سر کے بال صاف کرا دیجیے اور خِطمی کے پھول کا لیپ کرا دیجیے، پس اس علاج کو اللہ تعالیٰ نے ذریعہ بنایا اور دوبارہ آپ کی آنکھوں کو شفا حاصل ہوگئی۔

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

(۱) سخت گرمی سے احتیاط کرنا چاہیے۔

(۲) خطمی وغیرہ کا لیپ کرنا، اور بال کو صاف کروانا یہ بینائی کے لیے بہت مفید ہے۔

(۳) اور اندازہ لگانا چاہیے کہ اسلاف و اکابر نے علم حاصل کرنے میں کس قدر قربانیوں اور مشقتوں کو برداشت کیا ہے کہ بینائی تک متأثر ہوئی۔

اپنے نفس پر قابو

عبداللہ بن محمد صَیارِفیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ امام بخاریؒ کی باندی ان کے پاس

سے گزری تو دوات کوٹھوکر لگ گئی اور روشنائی (ink) گرگئی، امام بخاریؒ نے باندی سے کہا کہ: کس طرح چلتی ہو؟

باندی نے پلٹ کر جواب دیا کہ: جب راستہ ہی نہ ہو تو کیا کیا جائے (ہر جگہ کتابیں رکھی ہوئی ہیں) یہ سن کر امام صاحبؒ نے فرمایا:

اِذْهَبِيْ فَقَدْ أَعْتَقْتُكِ۔

ترجمہ: امام بخاریؒ نے اس باندی سے کہا کہ: جا! میں نے تجھے آزاد کردیا۔

کسی نے کہا: اے ابوعبداللہ! اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی، آپ کو ناراض کیا اور آپ نے اس کو آزاد کردیا!!

امام بخاریؒ نے فرمایا: اُس کے اِس کام سے میں نے اپنے نفس کی اصلاح کرلی اور اسی خوشی میں اسے آزاد کردیا۔

واقعی اللہ تعالیٰ کے کامل بندے اس آیتِ کریمہ کے مصداق ہوتے ہیں:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ (اٰلِ عمران:۱۳۴)

ترجمہ: (تقویٰ والے لوگ وہ ہیں) جو خوشی (یعنی اچھی حالت) اور تکلیف میں (اللہ تعالیٰ کے لیے مال) خرچ کرتے ہیں اور وہ غصہ کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (ایسے) نیکی کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

اِس واقعے سے حاصل ہونے والا سبق:

① غلام اور باندی (نوکر، ماتحت) سے نقصان ہوجاوے، غلطی ہوجاوے تو اس پر تنبیہ تو کی جاسکتی ہے؛ مگر بے جا غصہ کرنا علم کے وقار کے خلاف ہے۔

۲ اس باندی کو امام بخاریؒ سزا دے سکتے تھے؛ مگر آپ نے اپنے نفس پر قابو رکھا؛ بلکہ اس پر احسان کرتے ہوئے اسے آزاد ہی کر دیا!

معمولی سی بے ادبی پر بھی اس قدر افسوس!

ایک مرتبہ آپ نے ایک نابینا بزرگ ابو معشرؒ سے فرمایا کہ: اے ابو معشر! تم مجھے معاف کر دو۔

انھوں نے تعجب اور حیرت کے ساتھ کہا کہ: حضرت! یہ معافی کس بات کی ہے؟

آپ نے بتلایا کہ: آپ (شیخ ابو معشر) ایک مرتبہ حدیث بیان کرتے ہوئے بہت زیادہ خوشی میں انوکھے انداز سے اپنے سر اور ہاتھوں کو حرکت دے رہے تھے، جس پر مجھ کو ہنسی آ گئی، میں آپ کی شان میں اسی گستاخی کے لیے آپ سے معافی کا طلب گار ہوں۔

ابو معشرؒ نے جواب میں عرض کیا کہ: حضرت! میں نے آپ کو معاف کر دیا۔

نوٹ: آج بعض اہلِ علم کی یہ عادت ہو چکی ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی مذاق اڑایا کرتے ہیں، کوئی کسی کے اندازِ درس کا مذاق اڑاتا ہے، کوئی کسی کی نقل و حرکت اور کھانے پینے کے طریقے کی مذاق اڑاتا ہے، یہ چیز ہرگز مناسب نہیں ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ⑪ (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! مردوں کی کوئی جماعت (دوسرے) مردوں کی کسی جماعت کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ان (مذاق اڑانے والوں) سے (اللہ تعالیٰ کے یہاں) بہتر ہو اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ (جن عورتوں کا مذاق اڑایا جارہا ہے) اُن (مذاق اڑانے والیوں) سے (اللہ تعالیٰ کے یہاں) بہتر ہوں اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارو، ایمان لانے کے بعد فسق (گناہ) کا نام بہت بُرا ہے اور جو شخص (ایسی عادت سے) توبہ نہیں کرے گا سو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں۔

جس فن میں مہارت نہ ہو، اس فن میں فتویٰ دینے، اور اپنی رائے پیش کرنے سے احتیاط کرنا چاہیے

ایک واقعہ جو کئی کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے وہ نقل کیا جاتا ہے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب بخارا میں تھے، وہاں امام ابو حفص کبیرؒ نام کے ایک بہت بڑے عالم تھے، جو امام محمدؒ کے شاگرد ہیں، (بندہ ان کے مزار پر حاضر ہوا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے ''دیکھی ہوئی دنیا''، جلد:۱) علمائے احناف میں ان کا اونچا مقام ہے، بڑے فقیہ تھے، امام بخاریؒ کے ہم زمانہ تھے، دونوں میں اچھے تعلقات تھے، دونوں ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔

اس سے ہمیں یہ سبق ملا کہ اہلِ علم کو آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات رکھنے چاہیے، ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے، امام ابو حفص کبیرؒ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کچھ پڑھا بھی تھا، امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ کئی جگہوں پر سفر کر کے حدیث شریف حاصل کرنے کے بعد جب واپس بخارا تشریف لائے تو علمِ حدیث میں آپ کا خوب چرچا اور بہت شہرت ہوئی؛ چناں چہ امام ابوحفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشورہ دیا:

① آپ بخارا میں ضرور رہیں۔

② آپ بہت اچھے محدث ہیں، حدیث کی خدمت کرتے رہیں۔

③ مگر فتویٰ کبھی نہ دینا؛ چوں کہ آپ میں (امام ابوحفصؒ کی سوچ کے مطابق) تفقہ نہیں ہے؛ اس لیے کوئی مسئلہ پوچھے تو فتویٰ نہ دینا۔

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

① شفیق استاذ اپنے تلامذہ کی فنی مہارت دیکھ کر اس طرح کے مشورے دے سکتے ہیں۔

② علما کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے۔

③ اور جس فن یا مسئلے میں مہارت وپختگی نہ ہو اس فن میں بولنے لکھنے یا اس مسئلے میں فتویٰ دینے سے بچنا چاہیے۔

نوٹ: حضرت امام بخاریؒ کا فقہی مقام بڑا اونچا ہے، کسی نے ان کے بارے میں بہت اچھی بات کہی ہے:

فِقْهُ الْبُخَارِيِّ فِي تَرَاجِمِهِ.

ترجمہ: امام بخاری کا تفقّہ ان کے تراجم میں ہے۔

رضاعت کے مسئلے کی وجہ سے جلاوطنی کا واقعہ

حضرت امام بخاریؒ کا علمِ حدیث میں بڑا اونچا مقام ہے، آپ نے فقہ بھی پڑھا تھا؛

اسی لیےکوئی مسئلہ پوچھتا تو آپ مسئلہ بھی بتا دیتے تھے، کہا جاتا ہے کہ: ایک شخص نے ایک مسئلہ پوچھا کہ:

ایک لڑکا تھا جس کی ماں مرگئی، اس کے باپ نے ایک بکری پالی، بکری کا دودھ اس لڑکے کو پلانا شروع کر دیا، اسی دوران ایک دوسرے آدمی کی بیوی کا بھی انتقال ہو گیا، وہ بیوی لڑکی چھوڑ کر گئی تھی؛ لہذا اس لڑکی کے لیے بھی ماں کا دودھ میسر نہیں تھا، تو یہ جو بکری لڑکے کے باپ نے پالی تھی، اس نے اسی بکری کا دودھ اس لڑکی کو بھی پلانا شروع کر دیا؛ گویا کہ اس بکری سے ایک بغیر ماں کے لڑکے نے بھی دودھ پیا اور بغیر ماں کی لڑکی نے بھی دودھ پیا، دونوں بڑے ہو گئے، اب سوال یہ ہے کہ ان دونوں کا نکاح آپس میں جائز ہے یا نہیں؟

خلاصہ: دو بچے ایک بکری یا گائے کا دودھ پی لے تو ان میں آپس میں رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

اِس مسئلے کے بارے میں لوگ کتابوں میں ایسا نقل کرتے ہیں کہ: امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: حرمتِ رضاعت ثابت ہوگئی؛ اس لیے یہ نکاح حرام ہے۔ بس! اس مسئلے کی وجہ سے کچھ فتنہ کی شکل برپا ہوگئی اور اس کی وجہ سے آپ کی جلاوطنی ہوئی۔

سبق: اہلِ علم کو مسائل بتلانے میں محتاط رہنا چاہیے۔

نوٹ: امام بخاریؒ کی جلالتِ علمی کے پیشِ نظر بظاہر اس طرح مسئلے کا جواب دینا بعید معلوم ہوتا ہے؛ اس لیے اِس واقعے کی صحت میں تردد ہے؛ لیکن پھر بھی انسان خطا اور نسیان سے مرکب ہے۔

(فتح القدیر، دار الکتب العلمیہ، ج: ۳، ص: ۴۳۷)

مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی رائے

حضرت مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے "الفوائد البهية" میں- جو حنفیہ کے تراجم پر مشتمل کتاب ہے- اِس واقعے کو نقل کرنے کے بعد یہی رائے ظاہر کی ہے کہ: بظاہر یہ غلط روایت ہے جو ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہے؛ لہٰذا اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، اور اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ امام بخاریؒ کی شایانِ شان نہیں ہے کہ اس قسم کی روایت کو ان کی طرف منسوب کیا جائے۔ (از: انعام الباری، ج:۱،ص:۷۹)

نوٹ: یہ واقعہ یہاں رد اور اصلاح کے مقصد سے نقل کیا گیا ہے۔

دوسری مرتبہ جلاوطنی

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں اکثر لوگوں کا اس بات میں بھی بڑا اختلاف تھا کہ: ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ چناں چہ کوئی کہتا تھا: ایمان مخلوق ہے اور کوئی کہتا تھا: غیر مخلوق ہے اور اس کے بارے میں ان کے درمیان آپس میں لڑائی جھگڑے بھی ہوتے تھے، جو اپنے مطلب کے موقف پر قائم نہ ہو، اس کو لوگ لعنت و ملامت کا نشانہ بناتے تھے، پریشان کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت امام بخاریؒ سے کسی نے پوچھ لیا کہ: ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟ اس کے جواب میں امام بخاریؒ نے جو موقف صحیح تھا وہی بیان کر دیا کہ: انسان کا ایمان لانا یہ مخلوق اور حادث ہے؛ البتہ جس پر ایمان لایا وہ ذات: یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات قدیم ہیں۔ لوگوں نے اس پر بھی فتنہ کر دیا جس کی وجہ سے امام بخاریؒ کو شہر چھوڑنا پڑا۔ (انعام الباری، ج:۱،ص:۸۰)

تیسری مرتبہ جلا وطنی

جس وقت آپ نیشاپور تشریف لے گئے، اس وقت امام محمد بن یحیٰ ذہلی نے اول تو آپ کا شاندار استقبال کروایا، پھر اپنے تلامذہ سے فرمایا: یہ نیک صالح آدمی امام بخاریؒ ہمارے یہاں تشریف لا رہے ہیں! ان سے حدیث شریف کا سماع کرو؛ لیکن علمِ کلام کے کسی مسئلے کے متعلق ان سے سوال مت کرنا؛ اس لیے کہ ہوسکتا ہے کہ ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل جاوے جو ہمارے یہاں کے مسلّمات و دلائل کے خلاف پڑتی ہو، اگر ایسا کچھ ہوا تو جھگڑے کی نوبت بھی آ سکتی ہے، نیز ان کے بارے میں لوگ خواہ مخواہ بدظن ہوں گے! لہٰذا ان سے علمِ کلام کی باتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، فنِ حدیث کے آدمی ہیں تو ان سے فنِ حدیث ہی حاصل کرو!

فتنہ پرور لوگوں کی عادت

لیکن فتنہ پرور لوگ ہر زمانے اور ہر جگہ موجود ہوتے ہی ہیں، ان کو اس قسم کے کاموں میں ہی مزہ آتا ہے کہ: فتنہ کرنے کے واسطے کوئی بات ملے، اس کو لے کر خوب اچھالا جاوے، فتنہ کھڑا کیا جاوے، چناں چہ اسی قسم کا ایک آدمی امام بخاریؒ کی مجلسِ درس میں پہنچ گیا اور کھڑے ہو کر پوچھنے لگا:

مَا تَقُولُ فِي اللَّفْظِ بِالْقُرْاٰن؟

یعنی آپ قرآن کے الفاظ کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

امام صاحبؒ نے جواب کو بہت ٹالا؛ مگر جب اس نے بہت اصرار کیا تو تنگ آ کر فرمایا:

أَفْعَالُنَا مَخْلُوقَةٌ، وَأَلْفَاظُنَا مِنْ أَفْعَالِنَا.

ہمارے تمام افعال مخلوق ہیں (کیوں کہ ہم مخلوق ہیں) اور ہمارے الفاظ ہمارے افعال میں سے ہیں۔

اس جواب کو سائل نے بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور یہ پروپیگنڈہ کیا کہ امام بخاریؒ نے یہ فرمایا ہے کہ: ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ''۔

جب محمد بن یحیٰ ذہلیؒ کو اس بات کی خبر پہنچی تو انھوں نے کہا کہ: جو شخص یہ کہتا ہے کہ: ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ''، وہ مبتدع ہے اور ہم ایسے مبتدع کو اپنے شہر میں نہیں رکھیں گے؛ چناں چہ انھوں نے اس طرح کا فتویٰ دے کر امام بخاریؒ کو نیشاپور سے باہر جانے پر مجبور کر دیا۔

محمد بن یحیٰ ذہلیؒ کے شاگردوں نے امام بخاریؒ پر اپنے استاذ کا اعتراض تسلیم کیا، جس کے نتیجے میں انھوں نے امام بخاریؒ کے درس میں جانے سے اجتناب کیا۔

البتہ دو حضرات: جن میں امام مسلمؒ بھی شامل ہیں، انھوں نے محمد بن یحیٰ کی بات نہیں مانی اور امام بخاریؒ کا ساتھ دیا، نیز محمد بن یحیٰ ذہلی سے تعلق ختم کر لیا۔

بعد میں امام بخاریؒ سے کسی نے اس واقعے کے بارے میں پوچھا: تو امام بخاریؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: میں نے ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' نہیں کہا تھا: بلکہ میں نے ''أَفْعَالُنَا مَخْلُوقَةٌ، وَأَلْفَاظُنَا مِنْ أَفْعَالِنَا'' کہا تھا۔ (انعام الباری، ج:۱، ص:۸۰، ۸۱)

''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' والے جملے کی وضاحت

جب کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ: ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' تو اس کے مفہوم میں دو احتمال ہو سکتے ہیں:

ایک احتمال اس جملے کی تشریح میں یہ ہے کہ لفظ سے وہ تلفظ مراد ہو جو انسان خود کرتا ہے۔ اگر یہ معنی ہوں تو ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' کہنا درست ہے؛ کیوں کہ تلفظ واقعتاً مخلوق اور حادث ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ لفظ سے ملفوظ مراد ہو؛ یعنی جس چیز کا تلفظ کیا جا رہا ہے؛ یعنی قرآنِ کریم۔ جب لفظ سے مراد ملفوظ ہو تو اس صورت میں اس کو مخلوق کہنا صحیح نہیں؛ کیوں کہ وہ قرآنِ کریم کو مخلوق کہنا ہوگا اور قرآنِ کریم کے بارے میں اہلِ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ مخلوق نہیں ہے؛ بلکہ قدیم ہے۔

خلاصہ: لفظی بالقرآن میں دو معنی کا احتمال ہے، ایک معنی کے اعتبار سے یہ جملہ درست ہے اور دوسرے معنی کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔

چوں کہ اس میں دوسرے غلط معنی کا بھی وہم ہے؛ اس واسطے علمائے اہلِ سنت کی بڑی جماعت یہ کہتی تھی کہ ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' بھی نہ کہا جائے اور جو لوگ ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' کا جملہ استعمال کرتے تھے، اس کے کہنے والے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (ملخص از: انعام الباری)

مسئلۂ خلقِ قرآن

اس زمانے میں ایک مسئلہ اہلِ علم کے درمیان موضوعِ بحث بنا تھا، وہ یہ کہ قرآنِ پاک – جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے – مخلوق ہے یا غیر مخلوق؟

معتزلہ پر عقلیت کا غلبہ تھا۔ جب مامون الرشید عباسی نے اپنے دورِ خلافت میں اہلِ یونان کے علومِ عقلیہ کو یونانی زبان سے عربی میں منتقل کیا، منطق اور فلسفے کی کتابیں

عربی زبان میں منتقل ہوئیں ،تو ان کو پڑھنے کے بعد بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اسلامی احکام اور عقائد کو عقل کی ترازو میں تولنا چاہا۔

آپ نے شرحِ عقائد میں پڑھا ہوگا کہ معتزلہ کا توطرۂ امتیاز یہی تھا کہ وہ ہر چیز کو عقل سے جانچنے کی کوشش کرتے تھے۔اگر عقل کسی بھی حکمِ شرعی یا عقیدے کو قبول کرنے سے انکار کرتی،تو وہ اس میں تاویل کیا کرتے تھے۔اسی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے۔

جس زمانے میں اربابِ اقتدار کے یہاں معتزلہ کا نظریہ رکھنے والے لوگوں کو بڑا قرب واختصاص حاصل تھا اور اس زمانے میں وزارت اور دیگر عہدوں پر عامتاً یہی لوگ قابض تھے،اس زمانے میں اِس مسئلے میں مزید شدت پیدا ہوئی۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔" کلام متکلم کی صفت ہوا کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کو اس معنی میں متکلم مانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کلام کو پیدا فرمایا۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ صفت کلام سے متصف ہیں،نہ یہ کہ خود صفت کلام اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات عالی کے ساتھ قائم ہے۔لہذا وہ کلام کو مخلوق مانتے تھے۔اور اسی وجہ سے قرآن۔جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔کو بھی مخلوق قرار دیتے تھے۔

جرأتِ امام احمدؒ اور فتحِ حق

بہر حال!اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے امام احمد بن حنبلؒ نے ان کے موقف کو بڑی قوت سے پیش کرتے ہوئے فرمایا:"اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ"(قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے،غیر مخلوق ہے)یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفت ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے،ویسے ہی صفت بھی قدیم ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے

ساتھ قائم ہے۔

ان کی اس حق گوئی، جرأت اور استقامت پر ان کو بڑی آزمائش سے گذرنا پڑا، ان کو ۲۸ر مہینے تک جیل میں رکھا گیا اور جیل سے ان کا جنازہ نکلا۔

بعض حنابلہ کا غلو اور اس کے نتائج

پھر اسی مسئلے میں اہل السنۃ والجماعۃ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ماننے والوں میں سے بعض نے - جو غلو کا شکار تھے - کہنا شروع کیا کہ: قرآن اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے؛ لہذا قرآنِ پاک کے اوراق، حروف، روشنائی، سب غیر مخلوق ہیں۔ اور جب آدمی اس قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی زبان سے نکلنے والے الفاظ جو تلاوت کی شکل میں لوگوں کے کانوں تک پہنچتے ہیں، وہ بھی غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔ اسی غلو کے جواب کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت امام بخاریؒ کو کھڑا کیا۔

محققین کی نپی تلی بات

امام بخاریؒ نے اُس زمانے میں اِس مسئلے کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ: جو قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے، وہ تو قدیم اور غیر مخلوق ہے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو بندے جب اپنی زبان سے پڑھیں گے، مثلاً:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ.

میری زبان سے یہ کلمات ادا ہو رہے ہیں، میری یہ ادائیگی اور الفاظ مخلوق ہیں؛ اس لیے کہ میں خود مخلوق ہوں۔

یہ ایک ظاہری بات تھی؛ لیکن غلو کرنے والوں نے اس مسئلے کو الجھا دیا۔

البتہ امام احمد بن حنبلؒ ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' کو بولنا مناسب قرار نہیں دیتے تھے، بدعت سے تعبیر کرتے تھے، اس لیے کہ اس میں معنوی اعتبار سے ایک ایسا پہلو بھی نکلتا ہے جس سے اہل باطل اپنے موقف کو مضبوط کر سکتے ہیں۔

لیکن مسئلے کو واضح کرنے کے لیے حضرات محققین اس جملے کے بولنے پر مجبور تھے۔

اور فتنہ بھڑک گیا

جب امام بخاریؒ کا حلقۂ درس نیشا پور میں قائم ہوا، تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے، اس موقع پر ایک آدمی نے بھری مجلس میں امام صاحبؒ سے سوال کیا:

مَا تَقُولُ فِي اللَّفْظِ بِالْقُرْاٰن.

امام بخاریؒ نے اُس زمانے میں جو جملہ مشہور تھا ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ''- جس کے تکلم کو امام احمد بن حنبلؒ نے بدعت قرار دیا تھا- استعمال نہیں کیا؛ لیکن امام بخاریؒ نے یوں فرمایا: أَفْعَالُنَا مَخْلُوقَةٌ، وَأَلْفَاظُنَا مِنْ أَفْعَالِنَا.

ہمارے تمام افعال مخلوق ہیں (کیوں کہ ہم مخلوق ہیں) اور ہمارے الفاظ ہمارے افعال میں سے ہیں۔

لیکن لوگوں میں یہ مشہور ہوگیا کہ: امام بخاریؒ ''لَفْظِیْ بِالْقُرْاٰنِ مَخْلُوْقٌ'' کہتے ہیں اور ان کے خلاف پورا ایک ماحول پیدا ہوگیا۔ (ملخص از: درسِ ختمِ بخاری، شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ)

بخاری شریف کا مجرب عمل

① شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ: بہت سے مشائخ اور بڑے بڑے علما نے مرادوں کے حاصل ہونے، مشکلوں کے حل کرنے اور مصیبتوں کے دور کرنے، اور بیماریوں سے شفایابی کے لیے بخاری شریف کو پڑھا ہے اور ان کی مرادیں پوری ہوئیں، اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے، اس کو تریاق کی طرح مؤثر پایا، یہ بات محدثین کے یہاں شہرت کے درجے کو پہنچی ہوئی ہے۔

② حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ: اس کتاب کی برکت سے لوگ بارش طلب کیا کرتے تھے۔

③ اگر کوئی اس کتاب کو کشتی میں ساتھ لے جاوے تو اس کی برکت سے کشتی پار ہو جایا کرتی ہے۔

④ شیخ جمال الدین محدثؒ فرماتے ہیں: ہمارے استاذ شیخ اصیل الدینؒ نے فرمایا کہ: میں نے صحیح بخاری ایک سو بیس (۱۲۰) مرتبہ اپنے لیے اور دوسروں کے لیے پڑھی، جس نیت سے پڑھی وہ مقصد حاصل ہوا۔ اس طرح کی بات شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی بستان المحدثین میں ذکر فرمائی ہے۔ (مقدمہ لامع، ص: ۲۴، ص: ۸۴)

نوٹ: بندے کو مادرِ علمی جامعہ ڈابھیل میں بہت مرتبہ اہم مواقع پر بخاری شریف کے ختم اور اجتماعی دعا کی مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی ہے!

اس کے لیے جامعہ میں قرآنِ مجید کے پاروں کی طرح بخاری شریف کے بھی ۳۰ رمجلد پارہ کا نسخہ موجود ہے، ان میں سے ایک ایک پارہ تقسیم کر دیا جاتا ہے، سب

حضرات مقررہ وقت میں پڑھ لیتے ہیں، پھر ہر ایک پڑھنے والا ایک مجلس میں مکمل کر کے اجتماعی دعا ہوتی ہے۔

بخاری شریف کی تلاوت کا معمول

مولانا بدر علی نقش بندی محدث رائے بریلیؒ صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے، حضرت مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے، جامع از ہر مصر سے تعلیم حاصل کی تھی، اتباعِ سنّت میں کمال حاصل تھا، بخاری شریف زبانی یاد تھی، روزانہ قرآنِ کریم کے ساتھ ساتھ بخاری شریف کی تلاوت کرتے تھے، شاید اسی کی برکت سے ۱۱۶؍سال کی عمر پائی، ۱۹۳۵ء میں بعد نمازِ ظہر آپ اس دنیا سے رحلت فرماگئے۔ (از: عرفانِ محبت)

علم حاصل کرنے کے لیے تنگی اور فقر وفاقہ کے واقعات

یہاں علم حاصل کرنے میں امام بخاریؒ کے فقر وفاقہ کے کچھ واقعات لکھے جاتے ہیں؛ تاکہ اس کے ذریعے ہم کچھ عبرت حاصل کریں۔

طلبِ علم کے لیے گھاس تک کھائی!!

امام محمد ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: میں حدیث شریف حاصل کرنے کے لیے امام آدم بن ابی ایاسؒ کے پاس گیا، میرے پاس خرچ کی جو رقم تھی وہ سب ختم ہوگئی، تو میں نے گھاس اور پتے کھانا شروع کر دیا، کسی کو اس قدر مجاہدہ کی خبر تک نہیں ہونے دی، تیسرے دن ایک اجنبی شخص میرے پاس آیا اور اشرفیوں کی تھیلی میرے ہاتھ میں تھما کر چلا گیا۔

اِس واقعے سے ہم کو یہ سبق ملا کہ:

① علم کے لیے گھاس (روکھی سوکھی) کھا کر مجاہدہ کرنا یہ آپ کی علمِ حدیث کی صحیح طلب کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

② علم مجاہدوں سے آتا ہے، نیز مجاہدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ راستے ہموار کر دیتے ہیں، قرآنِ مجید میں ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ.

(العنکبوت:٦٩)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے واسطے محنت کی، ہم ان کو ہمارے راستوں پر ضرور پہنچا دیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ تو نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

③ اِس واقعے میں بڑی بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ کافی عرصے تک گھاس اور پتے کھاتے رہے؛ لیکن کسی کو آپ نے اطلاع تک نہیں دی، یہ اعلیٰ درجے کا اخلاص ہے۔

④ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تقویٰ اختیار کرتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ. (الطلاق:۳)

ترجمہ: اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس کے لیے (مشکلوں سے نکلنے کا) کوئی راستہ بنا ہی دیتے ہیں ﴿۲﴾ اور اس کو ایسی جگہ سے روزی پہنچاتے ہیں جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔

کپڑے بھی ختم

''شیخ عمر بن حفص الاشقرؒ'' کا بیان ہے کہ ہم چند طلبہ بصرہ میں محدثینِ کرام سے احادیث لکھتے تھے، امام بخاریؒ بھی ہمارے ساتھ تھے، ایک مرتبہ عجیب بات ہوگئی کہ امام بخاریؒ کئی دن تک حدیث کی مجلس میں تشریف نہیں لائے، ظاہر ہے کہ یہ چیز تعجب کی تھی کہ امام بخاریؒ جیسا علمِ حدیث کا طالبِ صادق اور کئی دنوں تک حدیث کی مجلس میں نہ آئے!

ساتھیوں نے تفتیش کی تو پتا چلا کہ ان کے پاس خرچ کی رقم بالکل ختم ہوگئی ہے، اور یہاں تک نوبت آگئی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کپڑے بھی بیچ دینے پڑے، کپڑے نہ ہونے کی وجہ سے آپ سبق میں تشریف نہیں لاتے تھے، ساتھیوں نے چندہ کیا اور کپڑوں کا انتظام کیا۔

فائدہ: یہ ہے علمِ حدیث شریف کی طلب! سب پیسے ختم ہوگئے، مجبوری ہوئی تو کپڑے بھی بیچنے پڑے، آج اللہ تعالیٰ نے کپڑوں کی کتنی فراوانی ہم طلبہ اور علما کو عطا فرما رکھی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قدر کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اِس واقعے سے ہم کو یہ سبق ملا کہ:

(۱) رفقائے درس ایسے ہونے چاہییں کہ اپنے ساتھیوں میں کسی کے گھریلو حالات کمزور ہوں تو اس پر نظر رکھے اور آپس میں مل جل کر اس کا جتنا ہو سکے تعاون کرے۔

(۲) منتظمین و مدرسین کو طلبہ کی غیر حاضری کے اسباب معلوم کرکے اس کے تدارک کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

تیسرا واقعہ

ایک مرتبہ امام بخاریؒ بیمار ہو گئے، ان کا قارورہ بنایا گیا، اس زمانے میں پیشاب کو کانچ کی بوتل میں بھر کر مریض کا مرض چیک کیا جاتا تھا، جیسا کہ آج کل لیباٹری (laboratory) میں ہوتا ہے، تو ڈاکٹروں نے بتلایا کہ: یہ قارورہ (پیشاب کی رپورٹ) پادریوں جیسا ہے، جو روٹی کے ساتھ کوئی چیز نہیں کھاتے ہیں، صرف سوکھی روٹی بغیر سالن کے کھاتے ہیں۔

جب امام بخاریؒ سے پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ: چالیس سال سے میں نے صرف روٹی کھائی ہے، ساتھ میں سالن استعمال نہیں کیا اور علاج کے لیے جب آپ سے کہا گیا کہ: آپ کو روٹی کے ساتھ کچھ کھانا پڑے گا تو پہلے تو انکار کر دیا، پھر بہت اصرار کرنے پر فرمایا کہ: ٹھیک ہے! میں روٹی، کھجور اور شکر کھا لیا کروں گا۔

سبق: اللہ اکبر! دیکھیے! علم حاصل کرنے کے لیے امام بخاریؒ نے کیسی سادگی کے ساتھ زندگی گزاری!

علم کے لیے مجاہدہ

امام کِرمانیؒ فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ کئی کئی دن کھانے اور پینے کے بغیر گزار دیا کرتے تھے، کبھی کبھی دو تین بادام کھا کر بھی اپنا گزارا کر لیا کرتے تھے؛ لیکن دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک میں بہت آگے آگے رہتے تھے۔

لہٰذا آپ کثرت سے غریبوں، مسکینوں، طلبہ اور علمائے کرام کو ہدایا دیا کرتے تھے؛ چناں چہ آپ ہر مہینے ۵۰۰ ر درہم علما اور طلبہ وغیرہ پر خرچ کیا کرتے تھے۔

نوٹ: (۱) اِس سے آپؒ کی دریا دلی اور سخاوت کا پتا لگتا ہے۔

(۲) طالبِ علمی کا زمانہ ایسی غربت میں گزارا کہ صرف دو تین بادام پر پورا پورا دن گزارا کرتے تھے۔

ہمارا کھانا متقی لوگ ہی کھاوے

(۳) ہمارے پیسوں اور کھانوں سے اہلِ علم اور تقویٰ والے لوگ زیادہ فائدہ اٹھاوے، یہ ہمارے لیے سعادت کی بات ہے! حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ. (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب: من یؤمر ان یجالس)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو مومن کی ہی صحبت اختیار کرا اور تو اپنا کھانا متقی لوگوں ہی کو کھلایا کر!

جب متقی لوگ ہمارا کھانا کھا کر مزید عبادت کریں گے تو اس کا ثواب ہمیں بھی ملے گا!

علمی مجاہدے کی ایک اور مثال

امام بخاریؒ کے ایک چہیتے خادم و شاگرد: محمد بن ابی حاتم الوراقؒ فرماتے ہیں کہ:

ایک رات میں امام بخاریؒ کے پاس سو گیا، اس سوچ کے ساتھ کہ آج کی رات امام کے ساتھ گزار کر ان کے معمولات دیکھوں گا! میں نے دیکھا کہ امامِ عالی مقام سو گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ اٹھے اور چراغ چقماق کے ذریعے جلانے لگے، کاپی کھولی، اس میں کوئی حدیث وغیرہ پڑھ کر اس میں کوئی نشان لگایا، اس کے بعد وہ سب

چیزیں رکھ کر سو گئے۔

پھر ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ اسی طرح سے اٹھ کر عمل کرنے لگتے اور پوری رات اسی طرح گزاری؛ گویا کہ رات بھر ظاہری طور پر سونے کا انداز اختیار کرتے اور حقیقت میں احادیث میں غور و فکر میں مشغول رہتے تھے۔

کیسی عجیب ان کی راتیں ہوا کرتی تھیں!

شعر:

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر!
انھی کے اِتّقا پہ ناز کرتی ہے مسلمانی!

نوٹ: اس واقعے سے امامِ عالی کا اخلاص کا پتا چل رہا ہے کہ آپ اس طرح اپنی کیفیت اس لیے اختیار کرتے تھے؛ تاکہ آپ کی علمی جد و جہد کا کسی کو پتا نہ چلے!

دوسروں کی راحت کی رعایت

بہت سی مرتبہ رات میں امامِ بخاریؒ ظاہر میں سونے والے سی ہیئت بنا کر چِت لیٹے رہتے تھے اور احادیث کی اسانید، متون اور اس کی تخریج کے سلسلے میں غور و فکر کیا کرتے تھے!

وراقِ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: کتاب التفسیر لکھنے کے زمانے میں امامِ بخاریؒ رات میں ۱۵-۲۰ مرتبہ اٹھتے تھے اور احادیث پر نشان لگایا کرتے تھے، اس وقت میں بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، امام وراقؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ: حضرت! آپ مجھے بھی بیدار کیا کیجیے؛ تاکہ میں آپ کی ضروری خدمات انجام

دے سکوں، اس کے جواب میں امام عالی مقام فرمانے لگے: آپ جوان آدمی ہو! میں آپ کی نیند میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا ہوں!

نماز کا خشوع (پہلا واقعہ)

بہت سوں کا آج کل یہ مرض بڑھتا جا رہا ہے کہ جس کو چار حرف لکھنا اور آٹھ حرف بولنا آ گیا وہ اپنے آپ کو نماز وغیرہ عبادات سے مستغنی سمجھ بیٹھتا ہے؛ یہاں تک کہ فرائض بھی جیسے ویسے ادا کرتا ہے، امام بخاریؒ کی نماز، عبادات اور معمولات ایسے لوگوں کے لیے رہبر و رہنما ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے امام بخاریؒ کو ایک باغ میں دعوت دی، آپ تشریف لے گئے، جب ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تو نوافل کی نیت باندھ لی اور جب نفلی نمازوں سے فارغ ہو گئے تو قمیص کا دامن اٹھا کر کسی سے فرمایا کہ: دیکھو بھائی! اس میں کوئی تکلیف دینے والا جانور مجھے محسوس ہو رہا ہے۔

دیکھا گیا تو اس میں ایک زنبور (بھڑ، شہد کی مکھی) نے سترہ جگہ ڈنک مارے تھے، اور جہاں جہاں ڈنک لگائے تھے اس جگہ پر ورم اور سوجن تھی، دیکھنے والے نے کہا: جب اس بھڑ نے آپ کو ڈنک مارنا شروع کیا، اسی وقت آپ کو نماز چھوڑ دینی چاہیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے نوافل میں ایک ایسی سورت شروع کی تھی جس کو بیچ میں چھوڑ دینا گوارا نہیں تھا۔

سبق: اِس واقعے سے ہم کو یہ سبق ملا کہ:

(۱) امام بخاریؒ کا نماز میں خشوع کس قدر ہوگا کہ نماز میں تکلیف دینے والا جانور ڈنک مارتا رہا، پھر بھی آپ توجہ اور دھیان سے نماز میں مشغول رہے، ہمیں بھی اس قدر

عبادت میں خشوع پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

② علمی انہماک کے ساتھ عبادات میں اس قدر خشوع! یہ واقعی بڑی اہم اور قابلِ تقلید چیز ہے۔

سادگی اور نماز میں خشوع (دوسرا واقعہ)

امام یوسف ابن موسیٰ مروزیؒ فرماتے ہیں کہ: میں بصرہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں اعلان ہو، اے علم کے طلب کرنے والو! امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ بصرہ تشریف لائے ہیں، جن کو ان سے احادیث اور روایات لینی ہے وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

اعلان سنتے ہی چاروں طرف سے حدیث کے طالبین امام بخاریؒ کے ارد گرد جمع ہو گئے، اتنے اونچے درجے کے امام، میں نے ان کو دیکھا دبلے پتلے انسان، ستون کے قریب نہایت سادگی سے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز میں مشغول تھے۔

سبحان اللہ! اِس قدر علم کی جلالتِ شان! اس کے بعد بھی سادگی، بدن بھی سادہ، دبلا پتلا، اور نماز بھی اعلیٰ درجے کی خشوع اور خضوع والی، بس یہی ذوقِ عبادت علمی کمال کو مزین کر کے چمکانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ (از: ہدی الساری، ص: ۵۰۵)

تہجد کی نماز کا معمول

امام بخاریؒ کا رات کے اخیر میں تیرہ رکعت نماز ادا کرنے کا ہمیشہ معمول رہا۔

حضور ﷺ کی اتباع میں تہجد کی نماز پوری پابندی کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

(ہدی الساری، ص: ۵۰۵)

نوٹ: حضرت امام بخاریؒ کا دن رات علمِ حدیث کو حاصل کرنے کا مشغلہ، علم حدیث کی درس وتدریس کا مشغلہ اور اس کے ساتھ رات کی تہجد کا اہتمام، وہ بھی پوری تیرہ رکعات، اللہ اکبر! یہی چیز ہے کہ ایک طرف شریعت اور ایک طرف طریقت! دونوں ساتھ ساتھ!

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا. وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا.﴾

ترجمہ: یقیناً دن میں تو تمھارے ساتھ لمبی مشغولیات لگی رہتی ہیں اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور سب سے الگ ہو کر پورے طور پر اسی کی طرف متوجہ رہو۔

امام حاکمؒ نے امام بخاریؒ کے دو شعر نقل کیے ہیں جن میں بہت اچھی نصیحت ہے:

اِغْتَنِمْ فِي الْفَرَاغِ فَضْلَ رُكُوْعٍ	فَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً
كَمْ صَحِيْحٍ رَاَيْتُ مِنْ غَيْرِ سَقْمٍ	ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيْحُ فَلْتَةً

ترجمہ: فرصت میں نماز کی فضیلت کو غنیمت سمجھ! شاید تیری موت اچانک آجائے۔ کتنے تندرستوں کو میں نے دیکھا کہ بغیر کسی بیماری کے ان کی صحت مند جان اچانک چلی گئی۔

رمضان شریف کے معمولات

امام بخاریؒ رمضان شریف میں تراویح سے جب فارغ ہو جاتے تو آدھی رات سے لے کر تہجد تک تنہائی میں قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے، ہر تیسرے دن ایک قرآنِ کریم ختم فرما دیتے اور ہر ختم کے بعد دعا کرتے تھے؛ اس لیے کہ ہر ختم پر ایک دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (ھدی الساری، ص: ۵۰۴)

میرے مرشدِ ثانی، استاذِ مشفق و محسن، شیخ الحدیث: حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ کے یہاں رمضان المبارک کی راتوں میں مغرب کے بعد سے سحری تک برابر نوافل میں قرآن کا اہتمام ہے۔ اللہ تعالیٰ عافیت کے ساتھ ان کا سایہ ہم سب پر باقی رکھے، آمین!

اِس واقعے سے ملنے والے سبق:

① اسے کہتے ہیں رمضان کی کثرتِ عبادت! رمضان میں روزانہ رات کو عبادت میں مشغول رہنا اور رمضان میں ہر تیسرے دن قرآنِ مجید کو ختم کرنا، یہ ہے اللہ کے نیک بندے جو رمضان کے مہینے کو عبادت میں گزارتے ہیں۔

② قرآنِ مجید کی تلاوت کا ختم جس طریقے سے بھی ہو (تراویح میں ہو، ناظرہ ہو، حفظ ہو)، اس موقع پر دعا قبول ہوتی ہے، اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

مسجد کا احترام

مساجد اللہ کے گھر ہیں، حدیث میں حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِيْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ. (ابوداؤد:۴۶۱)

اِس کا حاصل ہے کہ قیامت کے دن جب نیکیوں کو ترازو میں تولا جائے گا تو جس انسان نے مسجد میں سے تنکے اٹھائے ہوں گے، ان تنکوں کو بھی نامۂ اعمال میں تولا جائے گا۔

خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ مسجدِ نبوی شریف کی دیوار پر رینٹ (بلغم) دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اسے صاف فرمالیا؛ حالاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی شریف کے بانی و متولی تھے، پھر بھی آپ نے کسی خادم وغیرہ کو آواز نہیں دی!

محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ہم امام بخاریؒ کی مجلس میں تھے، امام بخاریؒ کی داڑھی میں کچھ کچرا لگا ہوا تھا، ایک شخص نے آپ کی داڑھی سے اس کچرے کو ہٹایا، اور اس کو زمین پر ڈال دیا- جیسے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ اللہ والوں کے بدن پر، کپڑوں پر کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے تو اس کو ہٹا دیتے ہیں، صاف کر دیتے ہیں-، مجلس مسجد میں ہو رہی تھی؛ لیکن اس عقیدت مند نے خدمت کے جذبے سے آپ کی داڑھی سے جو کچرا نکالا وہ زمین پر ڈال دیا؛ حالاں کہ وہ زمین مسجد کا حصہ تھی، حضرت امام بخاریؒ نے جب لوگوں کا دھیان دوسری طرف مشغول پایا تو فوراً چپکے سے وہ کچرا اٹھالیا اور اپنی جیب میں رکھ لیا، جب مسجد سے باہر نکلے تو اس کو پھینک دیا۔

کس قدر مسجد کا احترام ہے! اور یہ عمل جو آپ نے لوگوں کے غفلت کے وقت کیا، اس میں اخلاص کا اعلی مقام ہے کہ لوگوں کو پتہ نہ چلے اس طرح یہ کچرا اٹھا کر آپ نے جیب میں رکھا اور مسجد کے باہر لے جا کر پھینک دیا۔

حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل اتباع کی سعادت پر خواب میں عجیب بشارت

''نجم ابن فضیلؒ'' اور ''وراقِ بخاریؒ'' نے ایک عجیب خواب دیکھا کہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبرِ مبارک سے باہر تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے ہیں اور امام بخاریؒ پیچھے ہیں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں بھی قدم رکھ کر اٹھاتے ہیں امام بخاریؒ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی جگہ پر اپنا قدم رکھ دیتے ہیں۔

فائدہ: ''حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلنے'' سے اس بات کی طرف اشارہ

معلوم ہوتا ہے کہ گویا امام بخاریؒ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کریں گے۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے	اللہ سے ملاتے ہیں یہ سنت کے راستے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام کہلوانا

امام فربریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کسی جگہ جا رہا ہوں، حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ: کہاں جا رہے ہو؟

میں نے جواب دیا: محمد بن اسماعیلؒ (امام بخاریؒ) سے ملنے جا رہا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کو میرا سلام پیش کر دینا!

نوٹ: خود حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سلام کہلوایا، یہ ان کے لیے بڑی سعادت مندی کی بات ہے!

اتباعِ سنت، دوسروں کے حق میں کمالِ تقویٰ اور احتیاط

امام بخاریؒ میں اتباعِ سنت کا جذبہ اس قدر تھا کہ خالص سنت کی اتباع کے لیے آپ نے تیر چلانے کی مشق کی، نیز حدیث میں بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی ترغیب دی ہے:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى نَفَرٍ مِنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِرْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ، فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ. (البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب التحریض علی الرمی)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، جو تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے، ان کو

دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اسماعیل کی اولاد! تیر اندازی کیا کرو! اس لیے کہ تمھارے جدِامجد؛ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر اندازی میں ماہر تھے اور میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں!

دوسری حدیث میں ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضور ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: آپ نے پہلے ''واعدوا'' والی آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی، اس کے بعد فرمایا: سنو! قوت وطاقت تیر اندازی میں ہے! سنو! قوت وطاقت تیر اندازی میں ہے! سنو! قوت وطاقت تیر اندازی میں ہے! (بخاری شریف، رقم الحدیث: ۲۸۹۹)

بہر حال! آپؒ نے تیر اندازی کی اتنی شاندار مشق کی کہ کبھی آپ کا نشانہ خالی نہیں جاتا تھا، ایک مرتبہ آپ کا تیر پُل کی میخ پر جا لگا جس سے پُل کا نقصان ہو گیا، پُل کے مالک حمید ابن الاخضر سے آپ نے کسی کے ذریعے درخواست کی:

① مجھے پل کی مرمت کی اجازت دی جائے۔

② اس کا تاوان (بدلہ) لیا جائے؛ تاکہ ہماری غلطی کی تلافی ہو سکے۔

غلطی کا عجیب تدارک

پُل کے مالک: حمید بن الاخضر نے جواب میں آپ کو بہت بہت سلام کہلا بھیجا اور یہ بھی کہلوایا کہ: آپ ہر حال میں بے قصور ہیں۔

واقعہ بھی یہی تھا کہ امام بخاریؒ نے جان بوجھ کر کے پل پر تیر نہیں چلایا تھا، پل کے مالک نے یہ بھی کہلوایا کہ: میری تمام دولت آپ پر قربان ہے۔

امام بخاریؒ کو جب یہ پیغام پہنچا تو آپ نے پانچ سو (۵۰۰) احادیث بیان فرمائی اور تین سو (۳۰۰) درہم فقیروں اور مسکینوں پر تقسیم کر دیے، گویا اس غلطی کی تلافی کا یہ انداز اختیار فرمایا۔ (از: مقدمہ فتح الباری)

سبق: ① یہ ہے اللہ والوں کا کمالِ احتیاط اور اتباعِ سنت کا جذبہ!

② اور آج تو ہم بلا اجازت دوسروں کی چیز استعمال کر لیا کرتے ہیں، یہ بہت غلط طریقہ ہے۔

مخلوق کی خدمت کا جذبہ اور دین کے کاموں کے لیے خود مجاہدہ کرنا

عام طور پر محدثین کے یہاں اس کا بہت اہتمام ہوتا ہے کہ جو حدیث پڑھے اس پر عمل کرے، امام بخاریؒ بھی اس میں بہت مستعد تھے؛ چناں چہ بخارا شہر کے قریب ایک مہمان خانہ تعمیر کرایا جا رہا تھا؛ تاکہ آنے والے مہمانوں کے لیے آسانی ہو جائے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید میں گاؤں کے دوسرے لوگوں کے ساتھ خود امام بخاریؒ بھی سر پر اینٹیں اٹھانے کی خدمت کرتے تھے، کسی شاگرد نے پوچھا کہ: آپ کیوں تکلیف اٹھا رہے ہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بھائی! دراصل کام آنے والی خدمت یہی ہے، یہ جملہ سنتے ہی شاگرد خاموش ہو گیا۔

آرام میں بھی علمی جد و جہد

ایک دفعہ امام بخاریؒ ’’فِرَبر‘‘ میں ’’کتاب التفسیر‘‘ کی تخریج کرتے کرتے تھک کر چت لیٹ گئے، آپ کے کاتب نے پوچھا: آپ فرماتے ہیں کہ: میں کوئی کام بغیر علم و

نیت کے نہیں کرتا! بتائیں! اس استلقا (چت لیٹنے) میں کیا فائدہ ہے؟

امام بخاریؒ نے فرمایا: میں آج تھک گیا ہوں، یہ سرحد کا علاقہ ہے، دشمن کی طرف سے کوئی بات نہ ہو؛ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آرام کرلوں اور تیار ہو جاؤں؛ تاکہ دشمن اگر حملہ کرے تو ہم کچھ دفاع کرسکیں۔

امام بخاریؒ کی کاروبار میں رحم دلی

امام بخاریؒ کو ان کے والد اسماعیلؒ کی طرف سے بالکل حلال مال میراث میں ملا تھا، اس کو انھوں نے مضاربت میں لگا دیا؛ تاکہ خود تجارت کے جھمیلوں سے فارغ رہیں اور پورے سکون کے ساتھ دین کی خدمت کرسکیں۔

ایک مرتبہ کسی مُضارِب نے امام بخاریؒ کی پچیس (۲۵) ہزار کی رقم لی اور بھاگ کر دوسرے شہر میں چلا گیا اور وہاں آباد ہوگیا، اِس طرح امام بخاریؒ کی رقم ضائع ہونے لگی تو آپ کے شاگردوں میں سے محمد بن حاتم نامی شاگرد نے کہا: حضرت! وہ آپ کا قرض دار فلاں شہر میں آ گیا ہے؛ اس لیے اس سے رقم وصول کرنے میں آسانی ہوگی۔

یہ سن کر آپ فرمانے لگے: میں اپنے قرض دار کو پریشان نہیں کرنا چاہتا ہوں!

اس کے بعد وہ شخص خوف کے مارے خوارزم چلا گیا، پھر لوگوں نے امام بخاریؒ سے عرض کیا کہ: آپ مقامی گورنر صاحب سے کوئی تحریر اور فرمان لکھوا لیجیے؛ تاکہ وہ اُس شہر کے گورنر کو فرمان بھیج دے اور رقم آسانی سے وصول ہو جائے۔

آخر کار مال ضائع ہو ہی گیا!

امام بخاریؒ نے فرمایا: اگر آج میں گورنر صاحب سے کوئی تحریر لکھواؤں گا اور

سفارش حاصل کروں گا تو کل وہ لوگ میرے دینی معاملات میں دخل انداز ہوں گے اور میں دنیا کی دولت کے لیے اپنے دین کا نقصان برداشت کرنا نہیں چاہتا۔ بالآخر امام بخاریؒ نے اس شخص سے یہ صلح کرلی کہ ہر مہینے دس درہم وہ آدمی امام بخاری کو دے گا؛ لیکن وہ تمام مال ضائع ہوگیا اور اس میں کچھ بھی وصول نہ ہو سکا۔ (ہدی الساری، ص: ۵۰۴)

مولوی اور مضاربت

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

(۱) اس واقعے سے ہمیں امامِ بخاریؒ کی طرح معاملات و کاروبار میں رحم دلی کا رویہ اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) آج کل جو سنگین حالات چل رہے ہیں اس میں مولویوں کو مضاربت سے احتیاط کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، بہت سے علمائے کرام کے واقعات ہیں کہ: انھوں نے مضاربت کی اور ان کا مال ضائع ہوگیا اور جن جن لوگوں نے پیسے لگائے تھے اب وہ ان کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہے، جس کے نتیجے میں علمی خدمات بھی رک گئیں۔

(۳) کوئی صحیح سلامت یقینی شکل سامنے آئے تو آدمی حلال کمائی کرے، مضاربت کرے اور باقی اپنا وقت دین کے لیے فارغ رکھے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خرید و فروخت میں احتیاط

حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے خود کبھی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں کیا؛ بلکہ دوسرے انسان کی معرفت کام کراتا ہوں۔

لوگوں نے پوچھا: حضرت! ایسا کیوں؟

امام بخاریؒ نے فرمایا: خرید و فروخت میں اِدھر اُدھر کی جھوٹی سچی ہر طرح کی باتیں بولنی پڑتی ہے، جو مناسب نہیں ہے۔

سبق: دیکھیے! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے احتیاط کا عالَم کہ جھوٹی سچی نامناسب باتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا کتنا اہتمام کیا کرتے تھے۔

کمالِ ورع اور تقویٰ

امام ابو حفصؒ نے امام بخاریؒ کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا، شام کو چند تاجر آئے، انھوں نے پانچ ہزار نفع دے کر مال خریدنا چاہا، امام بخاریؒ نے فرمایا: آج رات رہنے دیجیے، دوسرے دن چند اور تاجر آئے اور انھوں نے دس ہزار نفع دے کر مال خریدنا چاہا تو امام بخاریؒ نے فرمایا: میں کل شام آنے والے تاجروں کو دینے کی نیت کر چکا ہوں، اب میں اس نیت کو بدلنا نہیں چاہتا۔

نوٹ: (۱) یہ ہے امام بخاریؒ کا تقویٰ میں کمال! حالاں کہ شام کو آنے والے تاجروں کے ساتھ آپ معاملہ طے نہیں فرما چکے تھے؛ بلکہ ابھی صرف بات کی تھی، معاملہ ادھورا رکھا تھا، پھر بھی دوسرے دن دوگنا منافع دینے والوں کو آپ نے مال نہیں دیا۔

(۲) آج تو ہم معاملہ طے کرنے کے بعد بھی جہاں کوئی زیادہ دینے والا مل جاتا ہے تو فوراً اپُرانا معاملہ اپنے ہی طور پر فسخ اور کینسل کر دیتے ہیں اور جہاں زیادہ نفع ملتا ہے وہاں سودا کر لیتے ہیں۔

سخاوت اور طلبہ کا خیال

ورّاقِ بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ بہت کم کھانا کھاتے تھے اور کھانے کی

چیزیں اور پیسے بچا کر طالبِ علموں پر خرچ کر کے ان کے ساتھ بہت احسان کا معاملہ فرماتے تھے۔

ملا علی قاریؒ مشہور حنفی محدث فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ کی ہر ماہ پانچ سو درہم کی آمدنی ہوتی تھی، یہ ساری رقم فقرا و مساکین اور طلبہ و محدثین پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔

سبق: ہمیں بھی مدرسوں میں علمِ دین حاصل کرنے والے طلبہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے، جو لوگ علم حاصل کرنے کے لیے نکلے ہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، ان کے کھانے پینے، صحت و تندرستی کا لحاظ کریں، ان شاء اللہ! اس پر اللہ تعالیٰ بڑا اجر عطا فرمائیں گے۔

ترمذی شریف میں بھی طلبہ کے ساتھ خیر کواہی کرنے کے بارے میں ایک روایت ہے:

عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيْ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَبَا سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، إِنَّ رِجالًا يَأْتُوْنَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِيْنَ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ، فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا. (سنن الترمذی، ابواب العلم عن رسول الله ﷺ، رقم الحدیث: ۲۶۵۰)

ابو ہارونؒ فرماتے ہیں کہ: ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس (علم دین حاصل کرنے کے لیے) آتے، تو وہ کہتے: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کے مطابق تمھیں خوش آمدید! کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: ”لوگ تمھارے تابع ہیں، کچھ لوگ تمھارے پاس زمین کے گوشے گوشے سے علمِ دین حاصل کرنے کے لیے آئیں گے تو جب وہ تمھارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ بھلائی کرنا“۔ (ترمذی شریف: ۲۶۵۰)

اِس سے معلوم ہوا کہ علمِ دین سیکھنے آنے والوں کا استقبال کرنا چاہیے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا:

عنقریب تمھارے پاس کچھ لوگ علم حاصل کرنے آئیں گے، لہٰذا جب تم ان کو دیکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت کے مطابق انہیں ''مرحبا'' (خوش آمدید) کہنا، اور انھیں علم سکھانا۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۲۴۷)

بے مثال حافظے کے واقعات

پہلا واقعہ

اللہ تعالیٰ جس آدمی سے جس طرح اپنے دین کا کوئی کام لینا چاہتے ہیں اسی طرح کے اسباب و وسائل اس کو اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دیتے ہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ: شیخ حاشد بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ: ہم امام بخاریؒ کے ساتھ بصرہ کے علما کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور ان سے حدیثیں سن کر لکھا کرتے تھے، جب کہ امام بخاریؒ لکھتے نہیں تھے، طلبہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں، بعض سبق کے ساتھیوں نے امام بخاریؒ کو طعن دیتے ہوئے کہا کہ: تم خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کرتے ہو، تم مجلس میں آتے ہو؛ حدیث تو لکھتے نہیں ہو، امام بخاریؒ ایک عرصے تک اِس بات کو برداشت کرتے رہے؛ لیکن جب ساتھیوں کی طرف سے چھیڑ چھاڑ زیادہ ہوگئی تو امام بخاریؒ کو اس پر غصہ آ گیا اور فرمایا کہ: اپنی لکھی ہوئی حدیثیں لاؤ، اس وقت تک پندرہ ہزار احادیث لکھی جا چکی تھیں، امام بخاریؒ نے ان تمام احادیث کو اپنے حافظے سے سنانا شروع کر دیا تو یہ سارے حضرات

حیران رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو عجیب حافظہ عطا فرمایا تھا؛ چوں کہ علمِ حدیث کی عظیم خدمات لینا آپؒ کے لیے مقدر تھا، پھر تو یہ ہو گیا کہ حدیث لکھنے والے حضرات اپنی لکھی ہوئی احادیث کی تصدیق کے لیے امام بخاریؒ کے حافظے کے اوپر بھروسہ کرنے لگے۔(ھدی الساری، مطبع للامیرالسلطان بن عبدالعزیز:۵۱۱)

سبق: اِس واقعے سے ہم کو یہ سبق ملا کہ:

① کسی اچھے کام کے لیے ارادہ اور توفیق کا حاصل ہوجانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

② اللہ تعالیٰ سے اچھے کام کی توفیق مانگتے رہنا چاہیے۔

③ اچھے کام کے سارے اسباب مہیا ہوں تو ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔

دوسرا واقعہ

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ ''سمرقند'' میں چارسو (۴۰۰) محدثین جمع ہوئے، انھوں نے امام بخاریؒ کو غلطی میں ڈالنے کی کوشش کی کہ شام کے راویوں کی سند عراق کے راویوں کے ناموں کے ساتھ ملادی اور عراق کے راویوں کی سند شام کے راویوں میں داخل کردی، اسی طرح حرمِ مقدس کے راویوں کی سند میں یمن کے راویوں کی سند داخل کردی اور یمن والوں کی سند حرم والوں میں داخل کردی اور سات دن تک مسلسل امام بخاریؒ کو غلطیوں والے متون (یعنی خلط ملط) اور اسانید سناتے رہے؛ لیکن ہر مرتبہ امام بخاریؒ نے ان کی سند اور متن کی غلطی کو پکڑ کر احادیث کو صحیح صحیح بیان فرمایا۔

اہلِ بصرہ کو اہلِ بصرہ کی سند سے روایتیں
کسی بستی میں داخل ہونے کے وقت اتباعِ سنت

''شیخ یوسف ابن موسی مِرْوَزِیؒ'' فرماتے ہیں کہ: میں بصرہ کی جامع مسجد میں تھا کہ مسجد میں امام بخاریؒ کی تشریف آوری کا اعلان ہوا، لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے پُر جوش استقبال کیا، ان کے ساتھ میں نے بھی استقبال کیا، اس وقت امام بخاریؒ بالکل جوان تھے، بے حد خوب صورت تھے، داڑھی بھی بالکل سیاہ تھی، بصرہ میں داخل ہوتے ہی امام بخاریؒ پہلے مسجد میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی، (اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے) پھر لوگوں نے درس کے لیے اصرار کیا، آپؒ نے دوسرے روز درس کے لیے وعدہ فرمادیا۔

دوسرے دن بصرہ کے محدثین اور حفّاظِ حدیث جمع ہو گئے، امام بخاریؒ نے ارشاد فرمایا: اے بصرہ والو! میں آج کی مجلس میں آپ کو بصرہ والوں ہی کی ایسی روایتیں سناؤں گا جو تم تک نہیں پہنچی ہیں، پھر امام بخاریؒ نے احادیث لکھوانا شروع کیا اور ایسی ایسی روایتیں لکھوائیں کہ خود بصرہ والوں کے پاس بصرہ والوں کی سند سے ایسی روایتیں نہیں تھیں اور گھنٹوں تک آپ ان کو حدیثیں لکھواتے رہے۔

اِس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ:

(۱) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو احادیث پر عبور کتنا زیادہ تھا۔

(۲) بہت سی مرتبہ کسی بستی کی تاریخی اور علمی یادگار دوسری بستی کے لوگوں کے پاس ہوتی ہے؛ حالاں کہ اسی بستی کے اہلِ علم اس سے بڑی حد تک ناواقف ہوتے ہیں؛ لیکن

دوسری بستی کا عالم اس پر تحقیق ومحنت کر کے اس کا زیادہ واقف اور جانکار بن جاتا ہے۔

③ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کسی شہر میں پہنچ کر منزل پر پہنچنے سے پہلے مسجد تشریف لے جا کر وہاں نماز ادا فرمانا، یہ کامل اتباعِ سنت کی دلیل ہے۔

تیسرا واقعہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضرت امام بخاریؒ کو عجیب ذہن عطا فرمایا تھا، ایک مرتبہ بغداد تشریف لائے، وہاں پر حدیث کے جاننے والے بڑے بڑے محدثین جمع ہوئے، انھوں نے امام بخاریؒ کا امتحان لینا چاہا، امتحان کی ترتیب یہ رکھی کہ دس ماہر محدث جمع ہوئے، ہر ایک نے دس دس حدیثیں امام بخاریؒ کے سامنے پیش کی؛ لیکن انھوں نے امتحان لینے کے لیے احادیث کی عبارت اور متن وسند کو بدل دیا، متن ایک حدیث کا اور سند دوسری حدیث کی لگادی، امام بخاریؒ حدیث سنتے اور جواباً فرماتے: اِس حدیث کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

جب تمام محدثین اپنی دس دس احادیث سنا چکے اور ہر ایک کے جواب میں امام بخاریؒ نے یہ کہا کہ: مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے تو بہت سارے حضرات ان سے بدظن ہونے لگے اور کہنے لگے کہ: یہ کیسے امام ہیں کہ یہ سو (۱۰۰) احادیث ہیں، جن میں سے چند حدیثیں بھی نہیں جانتے؛ لیکن ان میں جو علما تھے وہ سمجھ گئے اور کہنے لگے کہ: امام بخاریؒ ان کی چال سمجھ گئے ہیں۔

پھر حضرت امام بخاریؒ کے قوّتِ حافظہ کی عجیب کرامت ظاہر ہوئی، جس عالم نے سب سے پہلے احادیث سنائی تھی ان کو خطاب کر کے فرمانے لگے کہ: پہلے آپ نے

حدیث یہ سنائی تھی (خلط ملط کی ہوئی، گڑبڑی کی ہوئی) پھر یہ کہہ کر کہ: صحیح حدیث یہ ہے، صحیح حدیث سنائی، پھر دوسری حدیث کے بارے میں فرمایا: تم نے یہ حدیث اس طرح سنائی تھی، جب کہ صحیح یہ ہے، غرض یہ کہ امام بخاریؒ نمبر وار ایک ایک کی طرف متوجہ ہوتے گئے اور بتاتے گئے کہ تم نے پہلی روایت اس طرح پڑھی تھی جو غلط ہے اور صحیح اس طرح ہے، اسی طرح ترتیب وار دسوں افراد کی اصلاح فرمادی، پورا مجمع اس پر حیران رہ گیا۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ: تعجب اس بات پر نہیں کہ انھوں نے غلطی کو پہچان لیا اور اس کی اصلاح کردی؛ کیوں کہ وہ حافظِ حدیث تھے، ان کا تو کام ہی یہ ہے؛ لیکن تعجب درحقیقت اس بات پر ہے کہ غلط احادیث کو ایک ہی مرتبہ سن کر ترتیب وار محفوظ رکھا اور پھر ترتیب کے ساتھ ان کو بیان کرکے ان کی اصلاح کی، سُبْحَانَ اللّٰہِ! فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.

چوتھا واقعہ (باادب اصلاح)
کم عمری میں علمی کمال

اُس وقت بخارا علوم کا مرکز تھا، قرآن و حدیث کے بڑے بڑے ادارے وہاں قائم تھے، امام بخاریؒ جہاں بھی درسِ حدیث کا حلقہ لگتا وہاں جا کر استفادہ کرتے، اسی دوران امام داخلیؒ کے درس میں بھی ایک مرتبہ شریک ہوئے، امام داخلیؒ نے ایک حدیث کی سند بیان کرتے وقت سُفْيَان عَنْ أَبِي زُبَيْر عَنْ إِبْرَاهِيم فرمایا، امام بخاریؒ نے بہت ادب سے عرض کیا کہ: ''ابوزبیر'' ''ابراہیم'' سے روایت نہیں کرتے۔

’’امام داخلیؒ‘‘ کو بہت تعجب ہوا کہ یہ گیارہ سال کا لڑکا مجھے تنبیہ کر رہا ہے؛ اس لیے استاذ نے امام بخاریؒ کو جھڑک دیا، امام بخاریؒ نے پورے ادب کے لہجے میں عرض کیا کہ: حضرت! اگر آپ کے پاس اصل کاپی ہو تو مراجعت فرمالیں۔

امام داخلیؒ کی بزرگی دیکھیے کہ: وہ خود کھڑے ہوکر گھر میں تشریف لے گئے اور کاپی دیکھ کر واپس حلقۂ درس میں تشریف لائے اور امام بخاریؒ نے جس غلطی پر توجہ دلائی تھی اس غلطی کو مان لیا اور پھر امام بخاریؒ سے صحیح سند کے بارے میں پوچھا، تو امام بخاری نے فرمایا: هُوَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ ابْنُ عَدِي عَنْ إِبْرَاهِيم.

محدث داخلیؒ نے قلم لے کر اصلاح کرتے ہوئے فرمایا: صَدَقْتَ.

یہ واقعہ جس وقت سنایا گیا تو کسی نے پوچھا کہ: اُس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

فرمایا: گیارہ برس کی عمر تھی۔

امام بخاریؒ پر اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایت

قدیم زمانے سے بہت سے عربوں کی یہ عادت ہے کہ وہ جلدی کسی کی شخصیت کو تسلیم نہیں کیا کرتے ہیں؛ خاص کر کے جب وہ غیر عربی ہو، اس کو خاطر میں نہیں لایا کرتے ہیں، اب بات یہ ہے کہ امامِ بخاریؒ ایک عجمی شخص ہیں، عربی النسل نہیں ہیں! دوسری بات یہ کہ امامِ بخاریؒ کی چوتھی پانچویں پشت پر غیر مسلم باپ دادا آجاتے ہیں، ساتھ میں کچھ لوگ آپ کی عربی کو لے کر بھی اعتراض کھڑا کرتے ہیں!

لیکن اس کے باوجود صدیوں سے ان عربوں نے آپؒ کی شخصیت اور آپ کے علم کو مانا ہے، تسلیم کیا ہے۔

اور یہ بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان ہے کہ ائمۂ صحاح ستہ عجمی ہیں۔

امام بخاریؒ صدیقین میں سے
غیبت سے کامل درجہ احتیاط

امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: جب سے مجھے یہ پتا چلا کہ غیبت حرام ہے تب سے میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی، نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ: قیامت کے دن مجھ سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں غیبت کے بارے میں کوئی سوال نہیں ہوگا۔

امام بخاریؒ رجال پر کلام کرنے میں بہت احتیاط کرتے تھے، اکثر یوں جرح کرتے تھے:

سَكَتُوْا عَنْهُ. فِيْهِ نَظَرٌ، تَرَكُوْهُ وغیرہ۔

بہت کم کسی کو ''وَضَّاع'' اور ''كَذَّاب'' کہتے تھے؛ حالاں کہ روایتِ حدیث کے لیے جرح وتعدیل ایک ضروری امر ہے، اس میں غیبت کا گناہ نہیں ہوگا!

آپ پر اعتراض کیا گیا کہ: آپ کی کتاب: ''تاریخِ کبیر'' میں آپ نے لوگوں کی برائی بیان کی ہے، پھر کیسے فرماتے ہیں کہ: آخرت میں میرا کوئی خصم نہیں ہوگا؟

آپؒ نے فرمایا: ہم نے اس کو دوسروں سے نقل کیا ہے، اپنی طرف سے نہیں کہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک شخص کے بارے میں ''بئس اخو العشیرۃ'' فرمایا تھا (یعنی اس سے چوکنا رہنا، دھوکہ نہ کھانا)۔

یہ گناہ غیر شعوری طور پر بھی ہوجاتا ہے!

نوٹ: (۱) جو آدمی غیبت سے بچنے کا اتنا زیادہ اہتمام کرتا ہے، وہ آدمی دوسرے گناہوں سے بھی اپنے آپ کو ضرور بالضرور بچائے گا؛ اس لیے کہ سب سے مشکل کام

غیبت سے بچنا ہے، اس میں انسان غیر شعوری طور پر بھی مبتلا ہو جایا کرتا ہے! اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس برائی سے مکمل حفاظت فرماوے، آمین!

(۲) امام بخاریؒ نے اتنے نازک گناہ اور برائی سے بھی اپنے آپ کو بچا کے رکھا؛ اس لیے آپ ''صدیقین'' میں سے ہیں۔

گناہ سے بچنے کا اہتمام

امام بخاریؒ نے گناہ اور منکرات سے بچنے کا بڑا اہتمام فرمایا ہے؛ کیوں کہ گناہوں سے حافظہ خراب ہو جاتا ہے، امام بخاریؒ نے گناہوں سے حد درجہ احتیاط کیا؛ اس لیے ان کا حافظہ متأثر نہیں ہوا اور حفظ میں ان کو زبردست کمال حاصل ہوا۔

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

شَكَوْتُ إِلىٰ وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي	فَاَوْصانِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِي
فَإِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ مِّنْ اِلٰهِي	وَنُوْرُ اللهِ لَا يُعْطیٰ لِعَاصِي

ترجمہ: میں نے اپنے استاذ حضرت وکیعؒ سے اپنے حافظے کی کمی کی شکایت کی تو انھوں نے مجھے گناہ چھوڑنے کی نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ: ''علم'' اللہ تعالیٰ کے نور میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا ہے۔

دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالنے کی عجیب مثال

ایک مرتبہ نیشاپور کی ایک مجلس میں حضرت امام مسلمؒ امام بخاریؒ کی ملاقات کو آئے، مجلس کے درمیان کسی نے حدیث پڑھی:

عَنْ أَبِي جُرَيْجٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي صالِحٍ عَنْ

أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَفَّارَةُ الْمَجْلِسِ إِذَا قَامَ الْعَبْدُ أَنْ يَقُوْلَ: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.

ترجمہ: حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب آدمی مجلس سے اٹھے تو مجلس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ یہ پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.

امام مسلمؒ نے یہ حدیث سن کر فرمایا کہ: سبحان اللہ! کس قدر عمدہ حدیث ہے، دنیا میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے؛ یعنی یہ حدیث شریف اسی سند سے پائی جاتی ہے، پھر امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ: اِس حدیث کی کوئی دوسری سند آپ کے علم میں ہے؟

امام بخاریؒ نے فرمایا: ہاں! ہے؛ لیکن وہ سند معلول ہے۔

امام مسلمؒ نے درخواست کی کہ: میرے سامنے وہ سند بھی بیان کر دیجیے۔

امام بخاریؒ نے فرمایا: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں کیا، اسے چھپا ہوا ہی رہنے دو۔ (ظاہر ہے کہ کسی کی کمزوری اس کو بیان کرنے سے ظاہر ہوتی)

امام مسلمؒ نے اٹھ کر امام بخاریؒ کے سر کو بوسہ دیا اور اس عاجزی سے مطالبہ کیا کہ اگر امام بخاریؒ وہ معلول سند نہ بتاتے تو قریب تھا کہ امام مسلمؒ رو پڑتے؛ اس لیے امام بخاریؒ نے امام مسلمؒ کو وہ پوری سند سنائی۔

امام مسلمؒ اس حدیث کو سن کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے: اس دنیا میں کوئی شخص علمِ حدیث میں آپ کے برابر نہیں ہے، جو شخص بھی آپ سے دشمنی رکھے وہ حاسد ہے۔

اِس واقعے سے معلوم ہوا کہ:

① ہمیں مجلس کے اخیر میں اس دعا کے پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، جس سے مجلس کی کمی کوتاہیوں کا کفارہ ہوجائے۔

② حدیث کی سند کی بات تھی؛ لیکن پھر بھی امام بخاریؒ نے کمزوری پر پردہ ڈالنے کی عجیب وغریب مثال پیش کی: حالاں کہ علیل کی علت بیان کرنا جائز اور درست ہے، آج ہمارا حال یہ ہے کہ اپنے مخالف کی ادنیٰ سی کمزوری کو اچھال کر مزے لیتے ہیں، یہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔

علمی وقار، دیانت اور ثقاہت کی حفاظت کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ امام بخاریؒ دریا کے سفر پر تشریف لے جارہے تھے اور ساتھ میں ایک ہزار اشرفیاں بھی تھیں، ایک آدمی جو سفر میں ساتھ تھا، اس نے حضرت امام بخاریؒ کے ساتھ بہت اچھا نیازمندی کا برتاؤ کیا، امام بخاریؒ کو اس پر اعتماد اور بھروسہ ہوگیا، امام بخاریؒ نے اپنی راز کی باتیں کھول کر اس کو بتلائیں اور اس میں خاص بات یہ بھی بتائی کہ میرے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں، یہ بات سن کر اس آدمی کی نیت خراب ہوئی اور اس نے وہ ہزار اشرفیاں غصب کرنے کا ایک منصوبہ بنایا۔

ایک دن صبح جب وہ اٹھا تو اس نے زور زور سے چیخنا چلّانا شروع کردیا، لوگوں نے بہ اصرار اس کی وجہ پوچھی، تب اس نے بتایا کہ: میری ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی غائب ہوگئی ہیں۔

اُس آدمی کی پریشانی دیکھ کر جہاز والوں نے تلاشی شروع کی، امام بخاریؒ نے دیکھا کہ تلاش کرتے کرتے لوگ میرے پاس آئیں گے اور ایک ہزار اشرفیاں میرے

پاس سے نکلیں گی؛ حالاں کہ یہ تو میرا ذاتی مال ہے؛ لیکن اس نے گم ہونے کی شکایت کی ہے؛ اس لیے لوگ یہ سمجھیں گے کہ میں نے ہی تھیلی چرائی ہے اور چوری کرنے کا الزام میرے اوپر آئے گا؛ لہذا امام بخاریؒ نے موقع پا کر وہ تھیلی چپکے سے دریا میں ڈال دی، جب کشتی میں اچھی طرح تلاشی ہوگئی؛ لیکن کوئی تھیلی کسی کے ہاتھ نہیں لگی تو لوگوں نے اس کو ملامت کی کہ تو غلط شکایت کرتا ہے۔

جب سفر مکمل ہوا تو وہ آدمی تنہائی میں امام بخاریؒ سے آکر پوچھنے لگا کہ: آپ فرما رہے تھے کہ: میرے پاس ایک ہزار اشرفیاں ہیں وہ کہاں گئیں؟

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ: میں نے وہ تھیلی دریا میں ڈال دی۔

وہ آدمی کہنے لگا کہ: اتنی بڑی رقم کیسے دریا میں ضائع کردی؟

امام بخاریؒ نے جواب دیا: جس دولت (ثقاہت: یعنی علمِ حدیث میں قابلِ اعتماد ہونا) کو میں نے عمرِ عزیز لگا کر حاصل کیا ہے، چند اشرفیوں کی خاطر اس کو کیسے تباہ کرسکتا ہوں؟

اِس واقعے سے یہ سبق ملا کہ:

(١) اگر وہ ہزار اشرفیاں امام بخاریؒ کے پاس سے نکلتیں تو آپ متہم ہوجاتے؛ اس لیے سب مسلمانوں کو؛ خاص کر طلبہ و علما کو تہمت والے مقام سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، اور اسی کا درس ہمیں حضرت نبئ کریم ﷺ نے "إِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ" کے ذریعے سے دیا ہے۔

(٢) انسان کو کسی کے ساتھ بہت زیادہ بے تکلف نہیں ہونا چاہیے کہ اپنے راز کی بات تک اس کو بتادیں، چندروزہ نیازمندی کرنے والوں سے احتیاط بہت ضروری ہے، حکما کہتے ہیں کہ: دولت اور عورت کسی کو نہیں بتانی چاہیے؛ ورنہ لوگوں کی نظر اس پر

خراب ہوتی ہے۔

③ ہر عالم کو اپنے علمی وقار، عالمانہ ثقاہت کو لوگوں میں برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے؛ اگرچہ اس کے لیے دنیوی مال ومتاع کا نقصان ہو اس کو گوارا کرلے؛ لیکن علمی وقار، علمی دیانت، علمی ثقاہت، علما کا مقام جو ملا اس کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔

ایسے بنو کہ کروڑ پتی تمھاری جوتیاں سیدھی کریں

اس پر مجھے اپنے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا کہ ان کا بیٹا اپنے والد (اس بزرگ) سے کہتا ہے کہ: مجھے کاروبار کرنا ہے۔

والد نے فرمایا: کیوں؟

اس نے کہا کہ: مولویوں کے پاس دولت کم ہوتی ہے، میں حلال کاروبار کرکے کروڑ پتی بننا چاہتا ہوں؛ تاکہ استغنا سے زندگی گزاروں۔

اس بزرگ نے فرمایا: کروڑ پتی بننے میں کوئی کمال نہیں ہے، یہ تو بے ایمان لوگ بھی بنتے ہیں، کمال اِس بات میں ہے کہ تم اس قابل بنو کہ کروڑ پتی لوگ تمھاری جوتیاں سیدھی کرنے کو اپنی سعادت سمجھیں۔

بخارا میں آپ کا استقبال

امام بخاریؒ جب نیشا پور سے وطن کے لیے روانہ ہوئے اور بخارا والوں کو معلوم ہوا تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اور کئی میل تک شامیانے اور خیمے نصب کیے گئے، پورے شہر والے استقبال کے لیے نکلے اور بڑے شان وشوکت سے آپ کو لے کر شہر آئے۔

امام بخاریؒ نے بخارا میں درسِ حدیث شروع کیا۔ حدیث کا شوق رکھنے والے بہت زیادہ تعداد میں سبق میں شریک ہونے لگے؛ مگر حاسدوں نے یہاں بھی آپؒ کا پیچھا نہ چھوڑا۔

علم کی بے قدری گوارا نہیں!

بخارا کے گورنر: خالد بن احمد نے ایک مرتبہ حضرت امامِ بخاریؒ کو یہ پیغام بھیجوایا کہ: آپ میرے شاہی دربار میں آیا کیجیے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو صحیح بخاری اور تاریخ کا درس دیا کیجیے! سو جو آدمی یہ پیغام لے کر آیا تھا، اسی کے ساتھ امامِ عالی مقام نے کہلوایا کہ: میں آپ کے دربار میں آکر آپ کی خوشامد کرنے والوں کی فہرست میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا ہوں! نیز اس طرح کر کے مجھے علم کی بے قدری نہیں کرنا ہے!

نبوت کی میراث میں امیر وغریب سب برابر ہیں

اس کے بعد بخارا کے گورنر نے دوبارہ کہلوایا: اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم میرے شہزادوں کے واسطے کوئی الگ سے وقت طے کر دیجیے! لیکن امامِ عالی نے جواب دیا: نبوت کی میراث میں کسی امیر وغریب کا امتیاز نہیں ہے! مطلب یہ کہ جس وقت عام درس ہو رہا ہو، اس وقت آپ کے بیٹے آنا چاہیں تو آ سکتے ہیں، میں ان کے لیے الگ سے وقت طے کرنے سے معذور ہوں!

بخارا سے نکالنے کی سازش

ساتھ میں یہ بھی کہلوایا کہ: یہاں میرے حدیث شریف کا درس آپ کو پسند نہیں ہے تو آپ اسے زبردستی بند کروا سکتے ہیں؛ تاکہ کل قیامت کے دن میں اللہ تعالیٰ کے

سامنے عذر پیش کرسکوں! چناں چہ بخارا کا گونر امام بخاریؒ کے اِن جوابات سے بہت زیادہ ناراض ہوگیا اور آپ کو بخارا سے نکالنے کی سازش کی!

نوٹ: اہلِ علم میں علم کے واسطے ایسا وقار ہونا چاہیے، جو علما ٹیوشن کے چکر میں رہتے ہیں، وہ اِس واقعے سے عبرت حاصل کریں، ٹیوشن دین کے نقصان کا ایک ذریعہ ہے، اس سے پڑھنے والے طلبہ کے دلوں سے استاذ کی اہمیت اور ان کا وقار جاتا رہتا ہے اور وقت کم ہونے کی وجہ سے تعلیم میں بھی کمی رہتی ہے۔

’’بخارا‘‘ سے نکال کر ہی چھوڑا

اس کے بعد بخارا کا حاکم ’’خالد بن احمد ذہلی‘‘ سید المحدثین امام بخاریؒ کا بہت زیادہ مخالف ہوگیا، وہ چاہتا تھا کہ کسی بہانے سے امام بخاریؒ کو بخارا شہر سے نکال دیا جائے، جس میں وہ اس زمانے کے علمائے سو کے تعاون سے کامیاب ہوگیا۔ ان علما نے امام بخاریؒ پر عقائد کے بارے میں الزام لگایا اور پھر شہر میں فسادات نہ ہو اس بہانے سے امام بخاریؒ کو بخارا شہر سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

دلی چاہت نہ ہونے کے باوجود آپؒ بخارا سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ: ’’اے اللہ! اِن لوگوں نے میرے ساتھ جو ارادہ کیا، وہی صورتِ حال ان کو اپنے اور ان کے اہل و عیال کے بارے میں دکھلا دے۔

دنیا کا دستور

دنیا کا یہی دستور ہے، ایک دن وہ تھا کہ امام بخاریؒ اپنے علمی اسفار سے بخارا واپس لوٹے تو شہر سے تین میل کے فاصلے تک ان کے لیے خیمے لگائے گئے اور پورا شہر ان

کے استقبال کے لیے نکل آیا اور ان کے آنے پر اموال کا صدقہ کیا گیا اور ایک دن آج ہے کہ امام بخاریؒ کو اپنے وطن سے نکالا جا رہا ہے اور وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہوئے بے کسی کی حالت میں وطن سے بے وطن ہو رہے ہیں۔

بہر حال! مظلوم امام کی دعا قبول ہوئی اور ایک مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ بخارا کا حاکم ''خالد بن احمد ذہلی'' امیر طاہر کے حکم سے بادشاہت سے ہٹا دیا گیا اور گدھے پر پھرایا گیا، پھر جیل میں ڈال دیا گیا اور ''حُرَیث بن اَبِی وَرَقاء'' جو آپ کے نکلوانے کی سازش کرنے والوں میں پیش پیش تھا، اس کو اور اس کے گھر والوں کو سخت مصیبت پیش آئی، اور دوسرے مخالفین بھی اسی طرح ناکام اور نقصان اُٹھانے والے ہوئے۔

امامِ عالی مقام کی زندگی کے آخری لمحات

آپ بخارا سے چل کر ''بیکند'' شہر میں پہنچے، وہاں سے سمرقند والوں کی دعوت پر سمرقند کے لیے دعوت قبول فرمائی۔ ''خرتنگ'' نامی ایک گاؤں میں جو سمرقند کے پاس میں تھا، آپ پہنچے ہی تھے کہ طبیعت خراب ہوگئی اور وہاں اپنے رشتے داروں کے پاس ٹھہر گئے، ایک رات آپ نے اللہ سے دعا کی کہ: الٰہ العالمین! اب زمین میرے لیے تنگ نظر آ رہی ہے، بہتر ہے کہ آپ مجھے اپنے پاس بلا لیجیے۔

حسنِ خاتمہ

موت کے وقت پسینہ حسنِ خاتمہ کی علامت

محمد بن ابی حاتم وَرَاق بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ''غالب بن جبریلؒ'' سے سنا، یہ وہ خوش نصیب انسان ہے کہ امام بخاریؒ خرتنگ میں ان ہی کے گھر تشریف فرما

تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: امام بخاریؒ چند روز ہمارے گھر مقیم رہے، پھر بیمار ہو گئے۔ اس وقت ایک ایلچی آیا اور کہنے لگا کہ: سمرقند کے لوگوں نے آپؒ کو بلایا ہے۔

چناں چہ امام بخاریؒ نے دعوت کو قبول فرمالیا اور آپ سمرقند جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ موزے پہنے، عمامہ باندھا، سواری پر سوار ہونے کے لیے تقریباً بیس قدم گئے ہوں گے، غالب فرماتے ہیں کہ: میں ان کا بازو پکڑے ہوئے تھا، امام بخاریؒ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو، مجھے کمزوری محسوس ہورہی ہے۔ ہم نے چھوڑ دیا۔

اس کے بعد امام بخاریؒ نے کئی دعائیں پڑھیں، پھر لیٹ گئے اور اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا! آپ کے بدن سے بہت پسینہ نکلا اور پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔

فائدہ: موت کے وقت پسینہ نکلنا حسنِ خاتمہ وانجام کی علامت ہے۔

اتباعِ سنت کی برکت

حضرت امامِ بخاریؒ کا جس وقت انتقال ہوا، اس وقت آپ کی عمر کا ۶۳ / واں سال چل رہا تھا؛ گویا اللہ تعالیٰ نے فی الجملہ عمر کی مدت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی اتباع کی توفیق عطا فرمائی؛ چوں کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی عمر مبارک بھی ۶۳ / سال ہی تھی۔

اِس سے معلوم ہوا کہ:

(۱) جو آدمی اختیاری طور پر اتباعِ سنت کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے غیر اختیاری چیز (موت) بھی سنت طریقے کے مطابق عطا فرماتے ہیں، جو کہ امام بخاریؒ کو نصیب ہوئی!

(۲) اللہ تعالیٰ نے تھوڑے سے زمانے میں ان سے عظیم الشان (حدیث شریف کی) خدمت لی۔

③ آخری وقت میں دعائیں پڑھنا یہ سعادت مندی کی بات ہے۔

حدیث شریف کی خدمت کا دنیا سے جاتے وقت تحفہ

حضرت امام بخاریؒ نے وصیت کی تھی کہ: مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔

چناں چہ حضرت غالب بن جبریلؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد ہم ان کی جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر دفنانے کے لیے قبرستان گئے، جب ہم نے ان کو قبر میں اتارا، تو اس وقت اس میں سے مشک جیسی نہایت عمدہ خوشبو اٹھ رہی تھی اور یہ سلسلہ کئی دن تک رہا!

اس کے بعد لوگ ان کی قبر مبارک سے مٹی اٹھا اٹھا کر لے جانے لگے؛ یہاں تک کہ ہمیں ان کی قبر کی حفاظت کے واسطے ایک جالی دار لکڑی رکھنی پڑی۔

نوٹ: آپؒ کی حدیث شریف کی خدمت کا دنیا سے جاتے وقت انعام اور تحفہ یہ تھا کہ آپ کی قبر مبارک سے نہایت عمدہ خوشبو نکلی!

عید کی رات حقیقی معنیٰ میں ”عید کی رات“ ہوگئی

شیخ عبد الواحد بن آدمؒ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک رات خواب دیکھا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ کھڑے ہیں اور کسی کے انتظار میں ہیں۔

میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس کے انتظار میں ہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم محمد بن اسماعیل (امام بخاریؒ) کے انتظار میں ہیں۔

وقت وہی تھا جو خواب میں دیکھا تھا!

آگے شیخ عبد الواحد بن آدمؒ فرماتے ہیں کہ: میرے پاس جس وقت امام بخاریؒ کے

انتقال کی خبر پہنچی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ وہی وقت تھا، جس وقت حضور ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خواب میں ان کا انتظار فرمارہے تھے، وہ سن ہجری ۲۵۶ سنیچر؛ عید الفطر کی رات تھی۔

نوٹ: (۱) حضور ﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا امام بخاری کا انتظار کرنا یہ ان کے حسنِ خاتمہ کی دلیل ہے۔

(۲) عید الفطر کی رات میں آپ کا انتقال ہوا؛ گویا عید کی رات آپؒ کے لیے حقیقی معنیٰ میں عید کی رات بن گئی؛ گویا آپ اس آیتِ کریمہ کے مصداق بن گئے:

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ (الفجر:۳۰)

ترجمہ: اے (اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں) اطمینان (یعنی سکون، چین) پانے والی جان! ﴿۲۷﴾ تو اپنے رب کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس (اللہ تعالیٰ) سے راضی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ سے راضی ہیں ﴿۲۸﴾ اور تو میرے (خاص نیک) بندوں میں شامل ہوجا ﴿۲۹﴾ اور تو میری جنت میں داخل ہوجا۔

موت کے بعد کی ایک زندہ کرامت

حضرت ابو الفتح سمرقندیؒ فرماتے ہیں کہ: امامِ بخاریؒ کے انتقال کے دو سو سال بعد سمرقند شہر میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آگئی، لوگوں نے بار بار استسقا (بارش طلب کرنے) کی نماز ادا کی، دعائیں مانگیں؛ لیکن بارش نہیں ہوئی، پھر شہر کے ایک نیک آدمی نے شہر کے قاضی صاحب کو مشورہ دیا کہ: تم لوگوں کو لے کر

حضرت امامِ بخاریؒ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کرو! شاید اللہ تعالیٰ قبول کر لیوے!

خرتنگ سے سمرقند پہنچنا مشکل ہو گیا!

چناں چہ شہر کے قاضی لوگوں کو لے کر ان کی قبر مبارک پر پہنچے اور خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے اور کہنے لگے: امام بخاری! آپ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے سفارش کر دیجیے! پھر کیا تھا، آسمان بر بادل چھا گئے اور بارش ہونا شروع ہو گئی، سات دن تک لگاتار بارش ہوئی اور حالت یہ ہو گئی کہ جو یہاں دعا کرنے سمرقند سے خرتنگ آئے تھے ان کے لیے سمرقند واپس جانا مشکل ہو گیا!

خرتنگ نام کی وجہ

''خر'' کے معنی ہیں: گدھا، اور تنگ کے معنی ہیں: کمی۔

یہ سمرقند سے دس میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے، اور آباد ہے، وہیں امام بخاریؒ کا مزار ہے، مزار کے ساتھ ایک خوب صورت مسجد بھی ہے، کہتے ہیں: حضرت الامام کی وفات کی خبر سن کر اتنی بڑی تعداد میں لوگ وہاں پہنچے کہ:

(۱) سواری کے گدھے کم پڑ گئے، اس وجہ سے اس گاؤں کا نام خرتنگ پڑ گیا۔

(۲) یا کسی اور بڑے آدمی کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی ہوگی؛ اس لیے یہ گاؤں خرتنگ سے مشہور ہو گیا۔

الحمدللہ! بندے کو بھی اپنے مشفق و محسن استاذ، مرشدِ ثانی، شیخ المشائخ:

حضرت اقدس مفتی احمد خانپوری صاحب مدظلہ العالی۔

حضرت اقدس مولانا ابراہیم صاحب پانڈورافریقی دامت برکاتہم۔
حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب میر قاسمی کشمیری زیدت معالیہم۔
اورحضرت مولانا محمود کھیرواں والے(مہتمم: مدرسہ محمودیہ کھیرواں)۔

اِن اکابر کی معیت میں امام بخاریؒ کی پیدائش کی جگہ ''بخارا'' اور مزار کی جگہ ''سمرقند،خرتنگ'' کی حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ہے، گجراتی اوراردو میں اس کی دل چسپ کارگزاری پڑھنے کے لیے ''دیکھی ہوئی دنیا'' کا پہلا حصہ ملاحظہ فرمائیں اور کارگزاری سننے کے لیے ہماری ویب سائٹ:

''www.nooranimakatib.com'' کو دیکھیں۔

بخاری شریف کی عربی شروحات			
نمبر	نام	مصنف	تعارف
۱	اعلام السنن	امام خطابیؒ	یہ بخاری شریف کی سب سے پہلی شرح ہے
۲	شرح البخاری	امام علی بن خلف القرطبیؒ	بخاری شریف کا شاید ہی کوئی ایسا شارح ہو جس نے اس کتاب سے استفادہ نہ کیا ہو
۳	کتاب النجاح	امام عمر بن نسفی الحنفیؒ	فقہ حنفیہ کی تحقیق میں ایک بہترین شرح بخاری ہے
۴	الکواکب الدراری	علامہ الکرمانیؒ	اس میں الفاظ کے معانی لغویہ، اعاریب نحویہ، ضبط روایات، اسماورجال اور القاب رواۃ بیان کیے گئے ہیں
۵	ارشاد الساری فی شرح بخاری	امام قسطلانیؒ	دس جلدوں پر مشتمل ہے
۶	فتح الباری	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ	یہ بخاری کی عظیم ترین شروحات میں سے ایک ہے جس کی سترہ جلدیں ہیں۔ اس کا مقدمہ بہت مفصل اور مشہور ہے۔
۷	عمدۃ القاری فی شرح بخاری	امام بدرالدین عینیؒ	صحیح بخاری کی اس سے بہتر شرح آج تک نہیں لکھی گئی۔ اس کی بارہ جلدیں ہیں۔
8	فیض الباری	علامہ انور شاہ کشمیریؒ	

اردو شروحات		
۱	تحفۃ القاری	حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ
۲	انوار الباری	علامہ سید احمد رضا بجنوری
۳	کشف الباری	علامہ شیخ سلیم اللہ خان
۴	انعام الباری	علامہ شیخ محمد تقی عثمانی
۵	نصر الباری	علامہ عثمان غنی
۶	فیض الجاری	حضرت شیخ یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ
۷	ایضاح البخاری	حضرت علامہ سید فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہ

ترجمۃ الباب کے لیے مفید کتابیں		
۱	الابواب والتراجم	شیخ حدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
۲	شرحِ تراجمِ بخاری	حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ
۳	القول الفصیح	حضرت علامہ سید فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہ

فائدہ: درسِ بخاری کی اوڈیو تقریر سننے کے لیے ہماری یہ ویب سائٹ دیکھیں:

"www.nooranimakatib.com"

نوٹ: اس کے علاوہ اور بہت ساری شروحات ہیں جن کو ہم طوالت کے خوف سے چھوڑ رہے ہیں۔

نوٹ: دورۂ حدیث شریف کے سال طلبۂ عزیز اپنے اساتذۂ کرام کے اسباق کو پوری توجہ اور دھیان سے سنیں اور اہم باتیں نوٹ کرلیں اور رات میں اس کا مذاکرہ کرلیں، یہ بھی بہت غنیمت ہے اور ساتھ میں موقع نکال کر کوئی ایک شرح دیکھنے کو لازم پکڑ لیں۔

شانِ اہل اللہ

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے	نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ظلِّ رحمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر	انہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے	انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں	پھریں دریا میں اور ہر گز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے	اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی